اٰیاتھا ۱۲۸ سُوْرَۃُ النَّحل مَکِّیَّۃٌ ۱۶ رکوعاتھا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝

''قریب آ گیا ہے حکم الٰہی پس اس کے لیے عجلت نہ کرو۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اور برتر ہے اس شرک سے جو وہ کر رہے ہیں اتارتا ہے فرشتوں کو روح (یعنی وحی) کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے کہ خبردار کرو (لوگوں کو) کہ نہیں کوئی معبود سوائے میرے پس مجھ سے ہی ڈرا کرو اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ، وہ برتر ہے اس شرک سے جو وہ کر رہے ہیں اس نے پیدا فرمایا انسان کو نطفہ سے، پس اب وہ برملا جھگڑالو بن گیا ہے''۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ سورۃ النحل مکہ میں نازل ہوئی۔

امام النحاس نے مجاہد کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سورۃ النحل آخری تین آیتوں کے علاوہ مکہ میں نازل ہوئی اور آخری تین آیات مکہ اور مدینہ کے درمیان اس وقت نازل ہوئیں جب کہ آپ ﷺ جنگ احد سے واپس آ رہے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ کا ارشاد نازل ہوا تو صحابہ کرام گھبرا گئے حتی کہ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ کا ارشاد نازل ہوا تو انہیں سکون ملا۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوبکر بن حفص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ تو صحابہ کرام کھڑے ہو گئے پھر یہ الفاظ نازل ہوئے فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ۔(1)

ابن جریر نے الضحاک کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ سے مراد محمد ﷺ کا ظہور و خروج ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا، نماز پڑھی تو میں نے سورۃ النحل تلاوت کی۔ پس دو آدمی آئے جنہوں نے ہماری قرأت کے خلاف قرأت کی۔ میں نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے گیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ان سے قرأت سنیں،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 93، دار احیاء التراث العربی بیروت

ان میں سے ایک نے تلاوت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے ٹھیک پڑھا ہے، پھر دوسرے سے سنی تو اسے پھر فرمایا: تو نے ٹھیک پڑھا ہے۔ میرے دل میں زمانۂ جاہلیت کی تشکیک وتکذیب سے زیادہ شک پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے شک اور شیطان سے محفوظ فرمائے۔ حضرت علی فرماتے ہیں: میرا پسینہ بہنے لگا۔ فرمایا: میرے پاس جبریل امین آئے اور ایک حرف (قرأت) پر تلاوت کی، تو میں نے کہا: میری امت ایک حرف پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی حتی کہ میں نے سات مرتبہ کہا: تو جبریل نے کہا: سات حروف پر پڑھو، بار بار میں نے یہی سوال دہرایا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یہ آیت اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ نازل ہوئی منافقین ایک دوسرے سے کہنے لگے، یہ کہتا ہے کہ اللہ کا امر قریب آ گیا ہے، پس جو تم کرتے ہو اس سے رک جاؤ حتی کہ تم دیکھ لو کہ مستقبل میں کیا ہوتا ہے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی عذاب وغیرہ نازل نہیں ہوا تو کہنے لگے: ہم نے تو کچھ نازل ہوتا نہیں دیکھا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (الانبیاء:1) منافقین نے پھر پہلے کی طرح کہا، جب انہوں نے دیکھا کہ کچھ نازل نہیں ہو رہا تو کہنے لگے ہمیں تو کچھ نازل ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤی اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ (ہود:8)۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر قیامت سے پہلے مغرب کی طرف سے ڈھال کی مثل ایک سیاہ بادل نمودار ہوگا۔ وہ آسمان پر چھاتا جائے گا حتی کہ آسمان کو ڈھانپ دے گا۔ پھر ایک منادی ندا دے گا: اے لوگو! لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے کیا تم نے (یہ آواز) سنی۔ بعض لوگ کہیں گے ہاں، بعض کہیں گے شک ہے۔ پھر دوبارہ منادی ندا دے گا: اے لوگو! لوگ کہیں گے کیا تم نے آواز سنی؟ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر ندا دے گا۔ اے لوگو! اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ اللہ کا امر قریب آ گیا ہے پس اس کے لیے عجلت نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! دو آدمی کپڑا (خرید وفروخت کے لیے) بچھائے ہوئے ہوں گے، ابھی لپیٹ نہیں پائیں گے (کہ قیامت آ جائے گی)، ایک شخص حوض بھر چکا ہوگا ابھی اس میں سے کچھ پیا نہیں ہوگا (کہ قیامت واقع ہو جائے گی)، ایک شخص اونٹنی دوہ چکا ہوگا ابھی دودھ پیا نہیں ہوگا (کہ قیامت واقع ہو جائے گی)۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے (کہ قیامت واقع ہو جائے گی)۔(2)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ اَمْرُ اللّٰهِ سے مراد احکام، حدود اور فرائض ہیں۔(3)

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ کے تحت روایت کیا ہے کہ روح سے مراد وحی ہے۔(4)

امام آدم بن ابی ایاس، سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (العظمہ میں) ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 92
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 582 (8622)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 92
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 94

الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ روح اللہ کے امروں میں سے ایک امر ہے اور اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اور اس کی صورتیں اولاد آدم کی صورتوں پر بنائی ہیں، آسمان سے کوئی بھی فرشتہ اترتا ہے تو اس کے ساتھ ایک الروح ہوتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا (النباء:38)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو فرشتہ اترتا ہے اس کے ساتھ روح ہوتا ہے جیسے وہ اس پر محافظ ہے نہ وہ روح بولتا ہے اور نہ اسے فرشتہ دیکھتا ہے اور نہ مخلوق میں سے کوئی اور چیز اسے دیکھتی ہے۔(1)

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ روح سے مراد وحی اور رحمت ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الروح سے مراد نبوت ہے

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے کہ الروح سے مراد القرآن ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے الربیع بن انس سے روایت کیا ہے کہ ہر وہ چیز جس کے ساتھ ہمارا رب کلام فرماتا ہے وہ روح ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرشتوں کو رحمت اور وحی کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے، پس اس نے رسولوں کو چن لیا کہ لوگوں کو خبردار کرو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور مجھ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لا شریک لہٗ مانا جائے اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی ناراضگی سے بچا جائے۔(3)

امام ابن سعد، احمد، ابن ماجہ اور الحاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت یسر بن جحاش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پر اپنا لعاب ڈالا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے انسان!) تو مجھے عاجز کر سکتا ہے جب کہ میں نے تجھے اس تھوک کی مثل سے پیدا کیا ہے حتیٰ کہ جب میں نے تجھے درست کر دیا اور تیرے اعضاء مناسب بنا دیئے تو تو اپنی چادروں کے درمیان چلا جب کہ زمین نے تجھے چھپانا ہے تو نے مال جمع کیا اور خرچ نہ کیا حتیٰ کہ جب سانس حلقوم تک پہنچ گئی۔ تو تو نے کہا میں صدقہ کرتا ہوں (لیکن) اب صدقہ کرنے کا وقت کہاں ہے۔(4)

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 94 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 95 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 95

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 545 (3855)، دارالکتب العلمیہ بیروت

''نیز اس نے جانوروں کو پیدا کیا تمہارے لیے ان میں گرم لباس بھی ہے اور دیگر فائدے ہیں اور انہیں (کا گوشت) تم کھاتے ہو اور تمہارے لیے ان میں زیب و زینت بھی ہے جب تم شام کو (چرا کر) انہیں گھر لاتے ہو اور جب تم صبح ان کو چرانے لے جاتے ہو اور (یہ جانور) اٹھا لے جاتے ہیں تمہارے بوجھ ان شہروں تک جہاں تم نہیں پہنچ سکتے مگر سخت مشقت سے۔ بے شک تمہارا رب بہت مہربان (اور) ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور اس نے پیدا کیے گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سواری کرو اور (تمہارے لیے ان میں) زینت ہے اور پیدا فرمائے گا ایسی سواریوں کو جو تم نہیں جانتے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ کے تحت الثیاب (کپڑے) اور مَنَافِعُ کے تحت کھانے، پینے کی چیزوں کو روایت کیا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مَنَافِعُ سے مراد ہر جانور کی نسل ہے۔(2)

دیلمی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بکریوں میں برکت ہے اور اونٹوں میں جمال ہے۔(3)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت عروہ البارقی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اونٹ اپنے مالکوں کے لیے ہیں اور بکریاں برکت ہیں۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے قتادہ سے روایت کیا ہے تمہارے لیے ان جانوں میں زیب و زینت ہے جب تم شام کو چرا کر بڑی بڑی کہانوں کے ساتھ لاتے ہو اور دودھ سے بھری ہوئی کھیریاں لاتے ہو۔ قتادہ فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اونٹوں کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا: یہ اپنے مالکوں کے لیے عزت ہیں۔(5)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ بلد سے مراد مکہ ہے۔ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ اگر تم سامان کو تکلیف کے ساتھ لے جانے کی کوشش بھی کرو تو تمہیں انتہائی محنت و مشقت کرنی پڑے گی۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ کا معنی ہے مگر اپنے اوپر مشقت برداشت کرنے سے۔(7)

ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے چوپاؤں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے مسخر کیا ہے، اس شہر تک بآسانی پہنچ سکو جس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 96 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 97

3۔ الفردوس للدیلمی، جلد 2، صفحہ 32 (2197) بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب التجارات، جلد 3، صفحہ 97 (2305)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 98 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

تک تم نہیں پہنچ سکتے مگر سخت مشقت سے اور اس نے تمہارے لیے زمین پیدا کی ہے۔ پس اس پر تم اپنی حاجات پوری کرو۔ (1)

امام احمد، ابویعلی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن انس عن ابیہ رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی سواریوں اور اونٹوں پر بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ان جانوروں پر پوری طرح سواری کرو اور پھر مکمل طور پر چھوڑ دو، راستوں اور بازاروں میں باتیں کرنے کے لیے ان کو کرسیاں نہ بناؤ۔ بسا اوقات سواری سوار سے بہتر ہوتی ہے اور وہ سوار کی بنسبت زیادہ ذکر الٰہی کرنے والی ہوتی ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ نے عطاء بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سواریوں کی پیٹھوں کو باتوں کے لیے کرسیاں نہ بناؤ، بعض اوقات سواری، سوار سے بہتر ہوتی ہے اور سوار کی نسبت سواری زیادہ ذکر الٰہی کرنے والی ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ سوار کی نسبت اللہ تعالیٰ کی زیادہ اطاعت شعار اور زیادہ ذکر کرنے والی ہوتی ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ سواری پر زیادہ دیر ٹھہرنا اور اسے مارنا ناپسند کرتے تھے جب کہ وہ مطیع ہو۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وہ زیادتیاں معاف کردے جو تم جانوروں سے کرتے ہو تو اس نے تمہارے بہت سے گناہ معاف کردیئے۔ (4)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ اس نے ان جانوروں کو تمہارے سواری کے لیے بنایا ہے اور تمہارے لیے زینت بنایا ہے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ابوعیاض اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے: وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً۔ فرماتے اس نے ان جانوروں کو تمہارے لیے زینت بنایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے گھوڑے وحشی تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے لیے مطیع بنائے تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب گھوڑوں کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنوب کی ہوا سے فرمایا: میں تجھ سے ایک مخلوق پیدا کرنے والا ہوں، میں اس مخلوق کو اپنے دوستوں کے لیے باعث عزت بناؤں گا اور اپنے دشمنوں کے لیے باعث ذلت بناؤں گا، اہل طاعت کے لیے باعث حفاظت بناؤں گا، پس اللہ تعالیٰ نے جنوب کی ہوا سے ایک مٹھی بھری اور اس سے گھوڑا پیدا فرمایا پھر فرمایا۔ میں نے تیرا نام گھوڑا رکھا ہے اور تجھے عربی بنایا ہے، خیر تیری پیشانی سے باندھ دی گئی ہے غنیمتیں تیری پیٹھ پر جمع ہوں گی اور تو جہاں بھی ہوگا

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 485 (11083)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 110، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 8، صفحہ 492، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 303 (5188)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 100

تیرے ساتھ غنا ہوگی۔ میں نے وسعت رزق کے اعتبار سے دوسرے جانوروں کی بنسبت تیرا خاص رعایت کی ہے، میں نے تجھے تمام جانوروں کا سردار بنایا ہے اور میں نے تجھے اس طرح بنایا ہے کہ تو بغیر پروں کے اڑے گا اور تو دوڑنے کے لیے ہے۔ میں تجھ پر ایسے لوگوں کو سوار کروں گا جو میری تسبیح کرتے ہوں گے۔ پس جب وہ تسبیح کریں تو تو بھی میری ان کے ساتھ تسبیح کرنا اور جو میری تہلیل کریں گے۔ جب وہ میری تہلیل کریں تو تو بھی ان کے ساتھ میری تہلیل کرنا۔ جو میری بڑائی بیان کریں گے۔ پس جب وہ میری بڑائی بیان کریں تو تو بھی میری بڑائی بیان کرنا۔ پھر جب گھوڑا ہنہنایا تو فرمایا: جب وہ میری بڑائی بیان کریں تو تو بھی میری بڑائی بیان کرنا۔ پھر جب گھوڑا ہنہنایا تو فرمایا: میں نے تجھ پر برکت ڈال دی۔ میں تیرے ہنہنانے کے ساتھ مشرکین کو ڈراؤں گا، میں ان کے کان اس سے بھر دوں گا اور اس ہنہناہٹ سے ان کے دلوں کو خوفزدہ کروں گا۔ اور اس کے ساتھ ان کی گردنوں کو جھکاؤں گا، پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر مخلوق کو پیش کیا اور ان کے نام بتائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم میرے مخلوق میں سے جو تجھے پسند ہے وہ چن لے، آدم علیہ السلام نے گھوڑا چنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے اپنی عزت کو چن لیا۔ اور تیری اولاد کی عزت باقی رہے گی جب تک ان میں یہ گھوڑے باقی رہیں گے اور ان کا سلسلہ نسل چلتا رہے گا، پس تجھ پر اور ان پر میری برکت ہے۔ شہسوار جو بھی تسبیح تہلیل اور تکبیر کہتا ہے گھوڑا اس کو سنتا ہے اور اس کی مثل جواب دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے ابن عباس سے گھوڑوں کا گوشت کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے ناپسند کیا اور یہ آیت پڑھی: وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً۔ یہ سواری کے لیے ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان گھوڑوں کے گوشت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواباً یہ آیت پڑھی: وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ الخ۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحکم رحمہ اللہ سے وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ کے متعلق روایت کیا ہے کہ یہ بعض کھانے کے لیے ہیں۔ پھر الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ الخ کی آیت پڑھی اور فرمایا: یہ کھانے کے لیے پیدا نہیں فرمائے۔ الحکم فرماتے تھے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے کتاب اللہ میں حرام ہیں۔(2)

امام ابوعبید، ابوداؤد، نسائی، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر کچلیوں والا درندہ کھانے اور گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔(3)

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا اور ہمیں پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 100
2۔ ایضاً
3۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 4، صفحہ 13، دار الکتاب العربی بیروت
4۔ سنن نسائی، جلد 7، صفحہ 202، دار الحدیث القاہرہ

امام ابو داؤد اور ابن ابی حاتم نے ابو الزبیر کے طریق سے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خیبر کے روز گدھے، خچر اور گھوڑے ذبح کیے تو رسول اللہ ﷺ نے خچر اور گدھے سے انہیں منع فرمایا اور گھوڑوں سے منع نہیں فرمایا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ نے عطاء بن جابر کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں گھوڑوں کا گوشت کھاتے تھے۔ میں نے پوچھا خچر بھی؟ انہوں نے کہا خچر نہیں کھاتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک گھوڑا ذبح کیا اور ہم نے اسے کھایا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں آپ کے لیے ایک گھوڑی کو گدھے سے جفتی کراؤں پھر آپ کے لیے وہ خچر جنم دے اور آپ اس پر سوار ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ عمل وہ لوگ کرتے ہیں جو بے علم ہوتے ہیں۔(3)

امام الخطیب نے اپنی تاریخ میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے **يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** کے تحت فرمایا کہ اس سے مراد عجمی گھوڑے ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** سے مراد کپڑوں میں گھن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک سفید موتیوں کی زمین ہے جس کی مسافت ہزار سال ہے، اس پر ایک سرخ یاقوت کا پہاڑ ہے جس کے ساتھ وہ زمین گھیری گئی ہے۔ اس زمین میں ایک فرشتہ ہے جس نے زمین کے شرق و غرب کو بھر رکھا ہے اس فرشتے کے چھ سو سر ہیں، ہر سر میں چھ سو چہرے ہیں، ہر چہرے میں ساٹھ ہزار زبانیں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ثناء، تقدیس تہلیل اور بڑائی ہر زبان کے ساتھ چھ لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ بیان کرتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو دیکھے گا اور کہے گا: تیری عزت کی قسم! میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ **يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** سے یہی مراد ہے۔

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اندلس سے دور کچھ بندے ہیں جیسا کہ ہمارے اور اندلس کے درمیان فاصلہ ہے۔ وہ تصور بھی نہیں کرتے کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے، ان کے پتھر موتی اور یاقوت ہیں اور ان کے پہاڑ سونا اور چاندی ہیں، وہ نہ کھیتی باڑی کرتے ہیں اور نہ کوئی اور کام کرتے ہیں، ان کے دروازوں کے اوپر درخت ہیں جن کا پھل ان کا کھانا ہے اور ان کے درختوں کے چوڑے پتے ہیں جو ان کا لباس ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا کہ اس شخص کے بارے بتاؤ جو

1۔ سنن ابو داؤد مع شرح، باب اکل لحوم الخیل، جلد 3، صفحہ 413 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 101

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 311، دار صادر بیروت

سعالة الربح میں آتا ہے اور وہاں چار ستارے دیکھتا ہے گویا کہ وہ چار چاند ہیں؟ وہب نے فرمایا یَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۔

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹
هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ
تُسِيْمُوْنَ ۝۱۰ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَ
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۱ وَسَخَّرَ لَكُمُ
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۱۲ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا
اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝۱۳

''اور اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے راہ راست کو دلائل سے واضح کرنا اور ان میں غلط راہیں بھی ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارے لیے اس میں سے کچھ پینے کے کام آتا ہے اور اس سے سبزہ اگتا ہے جس میں تم (مویشی) چراتے ہو۔ اگاتا ہے تمہارے لیے اس کے ذریعہ (طرح طرح کے) کھیت اور زیتون اور کھجور اور انگور اور (ان کے علاوہ) ہر قسم کے پھل یقیناً ان تمام چیزوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانی ہے اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسخر فرما دیا تمہارے لیے رات، دن، سورج اور چاند کو اور تمام ستارے بھی اس کے حکم کے پابند ہیں بے شک ان تمام چیزوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو دانش مند ہے۔ اور (علاوہ ازیں) جو پیدا فرمایا تمہارے لیے زمین میں (اسے بھی مسخر کر دیا) الگ الگ ہے ان کا رنگ و روپ۔ یقیناً ان میں (قدرت الٰہی کی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو نصیحت قبول کرتے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ کے تحت روایت کیا ہے کہ راہ راست کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اور مِنْهَا جَآئِرٌ سے مراد مختلف خواہشات ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہدایت و گمراہی کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہے۔ مِنْهَا جَآئِرٌ سے مراد متفرق راستے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ کا معنی ہے: حق کے راستہ کو واضح کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 03-102، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 103

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ حلال، حرام، اطاعت اور معصیت ان سب چیزوں کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ مِنْهَا جَآئِرٌ فرماتے ہیں: راستے پر حق سے دور کرنے والا بیٹھا ہے اور ابن مسعود کی قرأت میں (وَمِنْكُمْ جَائِرٌ) ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فَمِنْكُمْ جَائِرٌ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہدایت کے راستہ کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے مِنْهَا جَآئِرٌ فرماتے ہیں: ان راستوں میں کچھ حق سے ہٹے ہوئے راستے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (الانعام:153) وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس راستہ کی تمام کو ہدایت دیتا جو حق ہے پھر یہ آیت پڑھی وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا (یونس:99) ''اور اگر چاہتا آپ کا رب تو ایمان لے آتے جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب''۔ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا (السجدہ:13) ''اگر ہم چاہتے تو ہم دے دیتے ہر شخص کو اس کی ہدایت''۔(2)

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے تُسِيْمُوْنَ کا معنی تَرْعَوْنَ (تم چراتے ہو) روایت کیا ہے۔(3)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے آپ سے پوچھا کہ مجھے فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ کے بارے بتایئے۔ ابن عباس نے فرمایا: اس کا معنی ہے، اس میں تم مویشی چراتے ہو۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے اعشی کا قول نہیں سنا:

وَمَشَى الْقَوْمُ بِالْعِمَادِ اِلَى الدَّوْ حَاءِ اَعْمَادِ الْمُسِيْمِ بْنِ الْمُسَاقِ

اس شعر میں مسام یسیم کا یہی معنی بیان کیا گیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین میں جو مختلف چیزیں پیدا فرمائی ہیں مثلاً جانور، درخت، پھل، دوسری ظاہری نعمتیں، تم ان کا شکر ادا کرو۔(4) واللہ اعلم بالصواب۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 103
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 104
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 105
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 107

''اور وہی ہے جس نے پابند حکم کر دیا ہے سمندر کو تا کہ تم کھاؤ اس سے تازہ گوشت اور نکالو اس سے زیور جسے تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو کہ موجوں کو چیر کر جا رہی ہوتی ہیں سمندر میں تا کہ (ان کے ذریعہ) تم تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل (رزق) کو تا کہ تم (اس کا) شکر ادا کرتے رہو۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ سمندر پر سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر خیر سے کیا ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ صرف تین شخصوں کے لیے سمندری سفر ناپسند نہیں فرماتے تھے (۱) غازی، (۲) حاجی، (۳) عمرہ کرنے والا۔ (1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ بن شہاب القرشی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے ساتھ مل کر جنگ میں شرکت نہیں کی وہ سمندر میں جہاد کرے کیونکہ سمندر میں ایک دن جہاد کا اجر خشکی میں (جہاد) کے ایک دن کے اجر کی طرح ہے اور سمندر میں قتل ہونا خشکی میں دو قتلوں کی طرح ہے اور کشتی میں دسترخوان بچھانے والا خون میں لت پت ہونے والے کی طرح ہے اور میری امت کے بہتر شہداء اصحاب الکلف ہیں۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ اصحاب الکلف کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جن کو ان کی سواریاں اللہ کے راستے میں جھکائے رکھتی ہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص عن کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غربی سمندر کو جب پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا: میں نے تجھے تخلیق کیا ہے اور بہت خوب صورت تخلیق کیا ہے، میں نے تیرے اندر کثیر پانی پیدا کیا ہے، میں تیرے اوپر اپنے ایسے بندے سوار کروں گا جو میری تکبیر، تہلیل، تسبیح اور حمد کریں گے تو ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ سمندر نے کہا: میں انہیں غرق کروں گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں اپنی ہتھیلی پر اٹھاؤں گا اور تیری مصیبت کو تیرے پہلوؤں میں ڈال دوں گا۔ پھر مشرقی سمندر سے فرمایا: میں نے تجھے تخلیق کیا اور بڑا عمدہ تخلیق کیا، تیرے اندر بہت سا پانی پیدا کیا، میں تیرے اوپر ایسے بندے سوار کروں گا جو میری تکبیر، تہلیل، تسبیح اور حمد بیان کریں گے تو ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ مشرقی سمندر نے کہا: میں ان کے ساتھ تیری بڑائی بیان کروں گا اور انہیں اپنی پیٹھ اور پیٹ پر اٹھائے رکھوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مشرقی سمندر کو زیور اور پاکیزہ مٹی عطا فرمائی۔

امام البزار نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے غربی اور شرقی سمندروں سے کلام کی غربی سمندر سے فرمایا: میں تیرے اوپر اپنے بندے سوار کرنے والا ہوں تو ان کے ساتھ کیا کرے گا؟ اس نے کہا: میں انہیں غرق کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیری تکلیف تیرے نواح میں ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر زیور اور شکار حرام قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شرقی سمندر سے بات کی۔ فرمایا میں تیرے اوپر اپنے بندے سوار کرنے والا ہوں تو ان کے ساتھ کیا کرے گا، شرقی سمندر نے کہا: میں انہیں اپنے ہاتھ پر اٹھاؤں گا جیسے ماں اپنے بچے کو اٹھاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سمندر کو زیور اور شکار عطا فرمایا۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 284، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 286

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا یعنی تم سمندر کی مچھلیوں سے کھاؤ وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا یعنی موتی نکال کر پہنو۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے کہ لَحْمًا طَرِيًّا سے مراد مچھلیاں اور سمندر کے دوسرے جانور ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو کہتا ہے: اگر تو نے گوشت کھایا تو تجھے طلاق پھر عورت نے مچھلی پکائی۔ قتادہ نے کہا طلاق واقع ہو جائے گی۔ بطور دلیل یہ آیت پڑھی لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا (اس میں مچھلی کو گوشت ہی کہا گیا ہے)۔

ابن ابی شیبہ نے عطاء سے روایت کیا ہے ایسا شخص قسم میں حانث ہو جائے گا کیونکہ ارشاد ہے لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زیورات پر زکوۃ نہیں ہے پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْفُلْكَ سے مراد کشتیاں ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کشتیاں ہواؤں کو چیرتی ہیں اور ہوا کو صرف بڑی کشتیاں ہی چیرتی ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ کے تحت لکھا ہے کہ کشتیاں اپنے سینے کے ساتھ پانی کو چیرتی ہیں۔(4)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ دو کشتیاں ایک ہوا سے چلتی ہیں جب کہ مخالف سمت پر چل رہی ہوتی ہیں۔

ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ایک ہوا کے ساتھ کشتی چلتی ہے کبھی آ رہی ہوتی ہے اور کبھی جا رہی ہوتی ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ میں فضل سے مراد تجارت ہے۔

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا
يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 107 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 108 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 109

اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے گاڑ دیے ہیں زمین میں اونچے اونچے پہاڑ تاکہ زمین لرزتی نہ رہے تمہارے ساتھ اور نہریں جاری کر دیں اور راستے بنا دیئے تاکہ تم (اپنی منزل کی) راہ پاسکو۔ اور (راستوں پر) علامتیں بنا دیں ہیں اور ستاروں کے ذریعہ سے وہ راہ یاب ہوتے ہیں۔ کیا وہ ذات جس نے سب کچھ پیدا فرمایا اس کی مانند ہوسکتی ہے جس نے کچھ بھی نہیں بنایا کیا تم اتنا بھی غور نہیں کرتے۔ اور اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم انہیں گن نہیں سکو گے یقیناً اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اور جو لوگ پوجتے ہیں اللہ کے سوا (غیروں کو) وہ نہیں پیدا کر سکتے کوئی چیز بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ مردہ ہیں وہ زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ کب انہیں اٹھایا جائے گا۔ تمہارا خدا (بس) خدائے واحد ہے پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر ان کے دل منکر ہیں اور وہ مغرور ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ پسند نہیں کرتا غرور و تکبر کرنے والوں کو''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ عن الحسن عن قیس بن عباد رحمہم اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ڈولنے لگی۔ فرشتوں نے کہا: یہ تو اپنی پیٹھ پر کسی کو نہیں ٹھہرائے گی۔ صبح ہوئی تو اس میں پہاڑ گاڑ دیئے گئے تھے۔ فرشتوں کو معلوم ہی نہ ہوا کہ یہ کہاں سے پیدا ہوئے ہیں۔ فرشتوں نے کہا: اے پروردگار! ان پہاڑوں سے زیادہ سخت بھی کوئی چیز تیری مخلوق میں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں لوہا ہے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا: لوہے سے بھی کوئی سخت چیز تیری مخلوق میں ہے۔ فرمایا ہاں آگ ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! آگ سے سخت چیز بھی کوئی تیری مخلوق میں ہے؟ فرمایا ہاں پانی ہے، پھر فرشتوں نے پوچھا: اے ہمارے رب! پانی سے بھی کوئی سخت چیز تیری مخلوق میں ہے؟ فرمایا: ہاں ہوا ہے، پوچھا اے ہمارے رب! ہوا سے بھی زیادہ سخت چیز تیری مخلوق میں ہے؟ فرمایا: ہاں مرد۔ پوچھا مرد سے بھی زیادہ تیری مخلوق میں کوئی چیز ہے؟ فرمایا ہاں عورت۔ (1)

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رَوَاسِیَ سے مراد پہاڑ ہیں۔ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو پہاڑوں کے ذریعہ ٹھہرایا۔ اگر پہاڑ پیدا نہ کیے جاتے تو یہ اپنی تخلیق کے اعتبار سے ڈولتی رہتی۔ (2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے رَوَاسِیَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ فرشتے زمین پر تھے تو وہ ڈول رہی تھی، قرار نہیں پاتی تھی، پس صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ لگا دیئے تھے۔ یہی پہاڑ زمین میں کیلوں کی طرح ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 110 2۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ الٹ پلٹ نہ ہوتی رہے اور وَ اَنْهٰرًا یعنی تمہارے ہر شہر میں نہریں جاری کر دیں۔(1)

ابن ابی حاتم نے سدی سے وَّسُبُلًا کے تحت روایت کیا ہے: اس سے مراد وہ راستے ہیں جو پہاڑوں کے درمیان ہوتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور الخطیب رحمہم اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَسُبُلًا کے تحت طرقًا اور عَلٰمٰتٍ کے تحت نجومًا معنی روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے عَلٰمٰتٍ سے مراد، پہاڑوں کی نہریں، نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور الکلبی رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلٰمٰتٍ سے مراد پہاڑ ہیں۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عَلٰمٰتٍ سے مراد راستوں کی علامات ہیں جن سے دن کے وقت راہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنی وہ رات کے وقت ستاروں کے ذریعہ سے راہ پاتے ہیں۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلٰمٰتٍ سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو آسمان میں ہیں۔ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ فرماتے ہیں: وہ اپنے سمندری سفروں میں ستاروں کے ذریعہ سے راستہ تلاش کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے: کچھ ستارے بطور علامت ہوتے ہیں، کچھ ستاروں سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔(5)

ابن المنذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتے تھے کہ کوئی شخص چاند کی منازل کا علم حاصل کرے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی شخص ستاروں کا وہ علم حاصل کرے جس سے ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا ہے اور یہ بت جن کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی ہے، یہ خود گھڑے گئے ہیں، انہوں نے کچھ پیدا نہیں کیا، نہ یہ اپنے پجاریوں کے نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم اتنا نہیں سمجھتے، وہ جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے، وہ بت مردہ ہیں ان میں روحیں نہیں ہیں اور اپنے مالکوں کے نہ نفع کے مالک ہیں نہ خیر پہنچانے کے مالک ہیں۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا الٰہ، ہمارا مولا، ہمارا خالق، ہمارا رازق ہے ہم اس کی عبادت کرتے ہیں ہم کسی غیر کی عبادت نہیں کرتے۔ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ یعنی آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے دل اس بات کے منکر ہیں وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ اس بات سے مغرور اور تکبر کرنے والے ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 110
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 12-110
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 112
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 111
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 112
6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 15-113

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے علی عن ابن عباس کے طریق سے لَا جَرَمَ کا معنی بلی روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اس کا معنی الحق روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس کا معنی لا کذب (جھوٹ نہیں) روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اللہ کا وہ فیصلہ ہے جو اس نے کر دیا ہے اور ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے خوب صورتی بہت پسند ہے حتی کہ چاہتا ہوں کہ میرے کوڑے کا علاقہ اور میرے چپل کا تسمہ بھی خوب صورت ہو، کیا مجھ پر کوئی تکبر کا اندیشہ کرتے ہیں؟ اللہ کے نبی نے فرمایا: تو اپنے دل کی کیفیت کیا پاتا ہے؟ اس نے عرض کی: میں حق کو جاننے والا اور حق کے ساتھ مطمئن پاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تکبر نہیں ہے۔ تکبر یہ ہے کہ حق کو تو باطل قرار دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے اور تو کسی کو اپنے آپ سے افضل نہ سمجھے، حق کو حقیر سمجھے اور حق کے علاوہ کی طرف تجاوز کرے۔

امام عبداللہ بن احمد (نے زوائد الزہد میں) عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مساکین کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر یہ آیت پڑھتے تھے اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، تین کام جو شخص کرے اسے متکبر نہیں لکھا جاتا (۱) جو گدھے پر سوار ہو اور اس کو عار نہ سمجھے، (۲) جو بکری کو باندھے اور اس کا دودھ نکالے، (۳) مساکین کے لیے وسعت پیدا کرے اور اپنی مجلس کو حسین بنائے۔

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت عیاض بن حمار المجاشعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم تواضع کرو حتی کہ کوئی دوسرے پر فخر نہ کرے۔(3)

بیہقی نے عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے لیے اس طرح تواضع کی، اور اپنی ہتھیلی کے باطن سے زمین کی طرف اشارہ کیا اور زمین کے قریب کیا۔ میں اسے اس طرح بلند کروں گا۔ آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی کے باطن کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا اور آسمان کی طرف بلند کیا۔(4)

امام الخطیب اور بیہقی نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ منبر پر فرما رہے تھے: جس نے اللہ کی تواضع کی اللہ اسے بلند کرے گا اور فرماتا ہے تو سر اٹھا اللہ نے تجھے بلند کیا ہے، پس وہ اپنے نفس میں حقیر ہے اور لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جھکا دیتا ہے اور فرماتا ہے تو پست رہ اللہ نے تجھے پست کیا ہے۔ پس ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے جب کہ اپنے آپ میں بڑا ہوتا ہے حتی کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 115
2۔ ایضاً
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 273 (8133)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 275 (8138)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 276 (8140)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کے سر میں دو زنجیریں ہیں، ایک کا تعلق آسمان سے اور ایک کا تعلق زمین سے ہے۔ جب بندہ تواضع کرتا ہے تو وہ فرشتہ اس کو بلند کرتا ہے جس کے ہاتھ میں آسمان کی زنجیر ہوتی ہے اور جب بندہ غرور و تکبر کرتا ہے تو وہ زنجیر کھینچی جاتی ہیں جو زمین میں ہوتی ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی کے سر میں صمت ہوتی ہے اور وہ حکمت فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، اگر انسان تواضع کرتا ہے تو فرشتے کو حکم ہوتا ہے اس کی حکمت بلند کر اور اگر انسان تکبر کرتا ہے تو فرشتے کو کہا جاتا ہے اس کی حکمت گرا دے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بڑا بنتے ہوئے تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا اور وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا، ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ایک شخص اچھا لباس اور اچھا جوتا پسند کرتا ہے (اس کا کیا حکم ہے؟) فرمایا: اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر یہ ہے کہ انسان حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔(4)

امام ابن سعد، احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ریحانہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جنت میں کبر کا کوئی حصہ داخل نہ ہوگا، ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے کوڑے کا علاقہ (جس کے ساتھ کوڑے کو لٹکایا جاتا ہے) خوب صورت ہو اور میرے جوتے کا تسمہ بھی خوب صورت ہو (کیا یہ تکبر میں آجاتا ہے؟) فرمایا یہ تکبر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو بھی پسند کرتا ہے۔ کبر یہ ہے کہ انسان حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کو اپنی نظروں میں حقیر سمجھے۔(5)

امام بغوی نے اپنی معجم میں اور طبرانی نے حضرت سوار بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ مجھے خوب صورتی اچھی لگتی ہے اور مجھے خوب صورتی میں سے یہ عطا بھی کیا گیا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کسی کے جوتے کا تسمہ میرے تسمہ سے اچھا ہو، کیا یہ کبر میں شمار ہوگا؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ پھر کبر کیا ہے؟ فرمایا حق کو باطل قرار دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ابو ریحانہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں جمال کو اتنا پسند کرتا ہوں کہ میں اپنا جوتا اور اپنے کوڑے کا علاقہ بھی خوبصورت رکھنا

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 276 (8141)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 277 (8143) 3۔ ایضاً (8144)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 279 (8152) 5۔ ایضاً (8153)

چاہتا ہوں، کیا یہ تکبر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔ کبر یہ ہے کہ حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کے اعمال کو حقیر سمجھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت خریم بن فاتک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں خوب صورتی کو پسند کرتا ہوں حتی کہ میں اپنے جوتے کے تسمے اور اپنے کوڑے کے علاقہ میں بھی خوب صورتی کو پسند کرتا ہوں اور میری قوم کا خیال ہے کہ یہ تکبر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبر یہ نہیں کہ کوئی خوب صورتی کو پسند کرے لیکن کبر یہ ہے کہ حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

امام سموید (نے اپنے فوائد میں) الباوردی، ابن قانع اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تکبر کا ذکر کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو پسند نہیں فرماتا جو تکبر کرنے والا اور فخر کرنے والا ہو۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ کی قسم! میرے کپڑے دھلے ہوئے ہیں اور مجھے اس کی سفیدی بہت پسند ہے اور مجھے اپنے کوڑے کا علاقہ اور اپنے جوتے کا تسمہ بھی خوبصورت ہونا پسند ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تکبر میں سے نہیں ہے، تکبر یہ ہے کہ حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی عامر کا ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ریشم اور سونے کے پہننے میں شدت فرماتے ہیں جب کہ میں خوب صورتی کو پسند کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ کبر یہ ہے کہ انسان حق کی قدر و منزلت کو نہ جانے اور لوگوں کو اپنے سامنے حقیر جانے۔ (2)

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کیا ہے (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: میں ایک ایسا شخص ہوں جس کو خوب صورتی محبوب ہے اور مجھے خوب صورتی میں سے یہ حصہ عطا کیا گیا ہے جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں حتی کہ میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص مجھ سے تسمہ کے اعتبار سے بھی افضل ہو، کیا یہ کبر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ کبر یہ ہے انسان حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ (3)

امام حاکم رحمہ اللہ (انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ریشمی کپڑوں کا مالک ہے فرمایا یعنی کبر کا بدل ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی، فرمایا: میں تجھے ایک وصیت کرنے والا ہوں، اسے اپنے اوپر لازم کر لے تاکہ تو بھول نہ جائے، میں تمہیں دو چیزوں کی وصیت کرتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ وہ دو چیزیں جن کی میں

1۔ معجم کبیر، جلد 2 صفحہ 69 (1317)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ ایضاً، جلد 8 صفحہ 203 (7822)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4 صفحہ 201 (7366)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تمہیں وصیت کرتا ہوں وہ یہ ہیں میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ داخل ہونے والی ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان دونوں چیزوں سے خوش ہوتا ہے اور اپنی مخلوق کی اصلاح فرماتا ہے۔ تو کہہ سبحان اللہ وبحمدہ کیونکہ یہ مخلوق کی صلاۃ ہے اور اس کی وجہ سے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے اور تو کہہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، کیونکہ تمام آسمان اور زمین ایک حلقہ میں ہوں تو یہ ان کو کاٹ دے اور اگر آسمان اور زمین ایک پلڑا میں ہوں تو بھی یہ ذکر ان سے بھاری ہو جائے گا اور وہ دو چیزیں جن سے تمہیں منع کرتا ہوں وہ شرک اور تکبر ہیں۔ عبداللہ بن عمرو نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ کیا یہ کبر ہے کہ میرا ایک خوب صورت لباس ہو میں اسے پہن لوں؟ فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند بھی فرماتا ہے۔ اس نے عرض کی کہ میری ایک اچھی سواری ہو اور میں اس پر سوار ہو جاؤں تو کیا یہ کبر ہے۔ فرمایا نہیں۔ پھر اس نے عرض کی: میرے دوست میرے پیچھے آئیں میں انہیں کھانا کھلاؤں کیا یہ تکبر ہے۔ فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ تکبر کیا ہے؟ فرمایا تو حق کی قدر ومنزلت نہ پہنچانے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بارگاہ اقدس میں متکبر داخل نہ ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تکبر کرنے والے آگ کے تابوتوں میں رکھے جائیں گے اور اوپر سے بند کر دیئے جائیں گے۔

امام احمد، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ، ابویعلی، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا: جن کی روح جسم سے جدا ہوئی اور وہ تین چیزوں سے بری تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا (۱) تکبر (۲) قرض (۳) مال غنیمت میں خیانت۔ (2) ابن الجوزی فرماتے ہیں: جامع المسانید میں الکبر روایت کیا گیا ہے اور دارقطنی فرماتے ہیں الکنز (خزانہ) بھی مروی ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت السائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ذرا بھر بھی کبر ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم ہلاک ہو گئے، ہمیں کیسے علم ہوگا کہ ہمارے دلوں میں تکبر ہے اور وہ کہاں ہے؟ فرمایا جو اونی لباس پہنے اور بکری دوہے یا غلاموں کے ساتھ کھانا کھائے اس کے دل میں ان شاء اللہ تکبر نہیں ہے۔ (3)

تمام نے اپنے فوائد میں اور امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اونی لباس پہنا، سلا ہوا جوتا پہنا، گدھے پر سوار ہوا، اپنی بکری دوہی اپنے عیال کے ساتھ کھانا کھایا اس کو اللہ تعالیٰ نے تکبر سے بچا لیا۔ میں عبد بن عبد ہوں، عبد (غلام) کی طرح بیٹھتا ہوں اور عبد کی طرح کھانا کھاتا ہوں اور میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم تواضع کرو اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت اپنی مخلوق میں

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 68، بیروت 2۔ مستدرک حاکم، کتاب البیوع، جلد 2، صفحہ 31، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 153، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

پھیلا ہوا ہے اور جو اپنے آپ کو بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جھکا دیتا ہے اور جو تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے، جو زمین پر ایک بالشت اللہ کی طاقت چاہتے ہوئے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اوندھا گرا دیتا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں یزید بن میسرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے اندر افضل عبادت نہیں دیکھتا، لوگوں نے پوچھا: اے روح اللہ افضل عبادت کیا ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کے لیے تواضع کرنا۔ (1)

احمد نے الزہد میں اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: بے شک تم افضل عبادت تواضع سمجھو گے۔ (2)

امام بیہقی نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ افضل عمل تقویٰ ہے اور بہتر عبادت تواضع ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر کبر ہوگا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں اوندھا گرائے گا۔ (3)

امام بیہقی نے حضرت النعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شیطان کے بہت سے جال اور پھندے ہیں، ان جالوں اور پھندوں میں یہ بھی ہیں: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہ کرنا، عطائے الٰہی پر فخر کرنا، اللہ کے بندوں پر بڑائی کا اظہار کرنا، اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ میں خواہشات نفس کی پیروی کرنا۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں دوزخیوں کے بارے نہ بتاؤں؟ ہر اکھڑ مزاج، ترش خو، متکبر، کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے نہ بتا دوں؟ ہر کمزور چیتھڑے پہننے والا جس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے قسم اٹھائے تو وہ اس کو پورا کر دے۔ (5)

امام ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے) حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ میرے متعلق تکبر کرنے کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ میں گدھے پر سوار ہوں۔ چادر پہنی اور بکری دوہی جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ اعمال کیے اس میں تکبر نام کی کوئی چیز نہیں۔ (6)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے اونی کپڑا پہنا، بکری کو باندھا، گدھے پر سوار ہوا، نادار آدمی کی یا غلام کی دعوت قبول کی اس پر تکبر نام کی کوئی چیز نہیں لکھی جاتی

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابو یعلی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ وہ بازار میں سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے تھے، کسی نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت نہیں عطا فرمائی؟ عبداللہ بن سلام نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن میں تکبر کو دور کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ (7)

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 73، بیروت
2۔ ایضاً، صفحہ 206
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 280 (8154)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 287 (8180)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 286 (8176)
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 291 (8195)
7۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3، صفحہ 470، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ایک شخص آیا۔ جب لوگوں نے اسے دیکھا تو اس کی تعریف کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اس کے چہرے پر آگ کے سیاہ داغ دیکھ رہا ہوں، جب وہ آیا اور بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم دے کر سچ سچ بتا کیا تو مجلس میں آیا تھا تو یہی سوچ رہا تھا کہ تو تمام لوگوں سے افضل ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان سے تواضع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اغنیاء کے سامنے تکبر کرنا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ بھی تواضع میں سے ہے کہ تو اس شخص کے سامنے تواضع کرے جو دنیا کی نعمتوں کے اعتبار سے تم سے کم ہے حتی کہ تو اسے آگاہ کردے کہ تجھے اس پر دنیا کی وجہ سے کوئی فضیلت نہیں ہے اور جو دنیا کے اعتبار سے تجھ سے بلند مرتبہ ہے اس کے سامنے بڑائی کا اظہار کرنا حتی کہ تو اسے اپنے عمل سے آگاہ کردے کہ اسے دنیا کی وجہ سے تم پر فضیلت نہیں ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو کسی غنی کے سامنے جھکا اور اس کی تعظیم کی خاطر تواضع کی اور اس کے عطیہ کے لالچ میں انکساری کا اظہار کیا تو اس کی دو ثلث مروّت چلی گئی اور ایک ثلث دین چلا گیا۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا وہ انسان ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جو ایمان کی چوٹی پر نہ اترے اور وہ ایمان کی چوٹی پر نہ اترے گا حتی کہ فقر اسے غنا سے محبوب ہو اور تواضع، شرف سے محبوب ہو۔ اور اس کی تعریف و مذمت اس کے نزدیک برابر ہو۔ فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود کے ساتھیوں نے اس کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے۔ حتی کہ حلال میں غربت، حرام میں غنا کی نسبت محبوب ہو۔ حتی کہ اللہ کی اطاعت میں تواضع، معصیت الٰہی میں شرف کی نسبت محبوب ہو، حتی کہ حق میں اس کی تعریف اور مذمت برابر ہو۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

''اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا نازل فرمایا ہے تمہارے پروردگار نے؟ کہتے ہیں (کچھ نہیں) یہ تو پہلے لوگوں کے من گھڑت قصے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش جمع ہوئے اور کہا کہ محمد (ﷺ) بڑی میٹھی زبان والا شخص ہے، جب کوئی شخص اس سے بات کرتا ہے تو وہ اس کی عقل پر غالب آجاتا ہے، تم اپنے اشراف لوگ جن کے نسب معروف ہیں تیار کرو اور انہیں مکہ کے ہر راستہ پر ایک ایک کر کے بٹھاؤ، جو محمد ﷺ کے پاس آرہا ہو اسے وہ واپس کر دیں، ہر راستہ پر یہ لوگ نکل پڑے جب کوئی شخص اپنی قوم کی طرف سے محمد ﷺ کے حالات اور پیغامات جاننے کے لیے آتا وہ ان کے پاس اترتا، وہ قریشی سردار کہتا: میں فلاں بن فلاں ہوں، وہ اپنے نسب کا تعارف کراتا پھر کہتا: میں تجھے محمد (ﷺ)

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 302 (8254)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 298، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے بارے بتاتا ہوں وہ قابل توجہ ہی نہیں ہے، وہ ایک جھوٹا شخص ہے، اس کی اتباع تو بیوقوف، غلام اور خیر سے محروم لوگ کر رہے ہیں، رہے اس کی قوم کے شیوخ اور بہتر لوگ وہ اس سے الگ تھلگ ہیں، وہ اسے واپس لوٹا دیتا، اس آیت سے یہی مراد ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جس آنے والے شخص کی قسمت میں ہدایت لکھی ہوتی تو قریش اسے محمد ﷺ کے بارے ایسی باتیں کرتے تو وہ کہتا اگر میں بغیر ملاقات کیے اور حالات سے آگاہ ہوئے اپنی قوم کے پاس چلا گیا تو میں ایک برا آنے والا ہوں گا۔ پس وہ مکہ میں داخل ہوتا، مومنین سے ملاقات کرتا ان سے پوچھتا کہ محمد ﷺ کیا پیغام لائے ہیں تو مسلمان اسے بتاتے کہ وہ خیر کا پیغام لایا ہے، لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ (النحل:30) جنہوں نے اچھے کام کیے اس دنیا میں بھی ان کے لیے بھلائی ہے اور وہ یہ پیغام لایا ہے وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ (النحل:30) اور آخرت کا گھر بھی (ان کے لیے) بہتر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مشرکین عرب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے ہو کر آنے والوں کے راستوں پر بیٹھتے، جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تو مشرکین ان سے نبی کریم ﷺ سے سنا ہوا کلام سنتے، پھر کہتے: یہ تو پرانے لوگوں کے قصے ہیں۔

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝۲۵

''تا کہ (اس ہرزہ سرائی کے باعث) وہ اٹھائیں، اپنے (گناہوں کے) پورے بوجھ قیامت کے دن اور ان لوگوں کے بوجھ بھی اٹھائیں جنہیں وہ گمراہ کرتے رہتے ہیں جہالت سے۔ کتنا برا (اور گراں) ہے یہ بوجھ جسے وہ اپنے اوپر لاد رہے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے ساتھ ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جن کو انہوں نے جہالت کی وجہ سے گمراہ کیا۔ وہ اس طرح ہے: وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ''بوجھ ان کے بوجھوں کے ساتھ''۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اٹھائیں گے اپنے گناہ اور اپنے پیروکاروں کے گناہ اور ان کی اطاعت کرنے والوں کے عذاب میں بھی کچھ تخفیف نہیں کی جائے گی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کسی گمراہی کی طرف بلاتا ہے پھر اس کی اتباع کی جاتی ہے تو اس پر تمام اتباع کرنے والوں کے گناہوں کی مثل گناہ ہوگا (لیکن) متبعین کے گناہوں سے بھی کچھ کمی نہ ہوگی اور جو کسی ہدایت کی طرف بلاتا ہے پھر اس کی اتباع کی جاتی ہے تو اس کو تمام متبعین کا اجر ملے گا جب کہ متبعین کے اجور میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 117 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 116 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 117

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ کافر کے سامنے اس کا عمل انتہائی قبیح صورت میں پیش کیا جائے گا، اس سے بدبو آ رہی ہوگی۔ وہ اس کے قریب بیٹھ جائے گا۔ جب وہ اسے ڈرائے گا تو اس کے ڈرنے میں اضافہ ہوگا اور جب بھی وہ خوف کھائے گا تو اس کے خوف میں اضافہ ہوگا۔ کافر کہے گا تو بہت برا ساتھی ہے تو کون ہے؟ عمل کہے گا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ کافر کہے گا نہیں۔ وہ کہے گا میں تیرا عمل ہوں۔ وہ قبیح تھا اس لیے تو مجھے قبیح دیکھ رہا ہے، وہ بدبودار تھا اس لیے تو مجھے بدبودار دیکھ رہا ہے۔ تو میری طرف جھک جاتا کہ میں تجھ پر سوار ہو جاؤں۔ تو دنیا میں بڑا عرصہ مجھ پر سوار رہا۔ پس وہ اس پر سوار ہو جائے گا۔ اس آیت میں اسی چیز کی طرف اشارہ ہے۔(1)

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَ السُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾

''(دعوت حق کے خلاف) مکر وفریب کیا کرتے تھے وہ لوگ جو ان منکرین سے پہلے گزرے، پس اللہ تعالیٰ نے ان (کے فریب) کی عمارت جڑوں سے اکھیڑ کر رکھ دی پس گر پڑی ان پر چھت ان کے اوپر سے اور آ گیا ان پر عذاب جہاں سے انہیں خیال وگمان بھی نہ تھا۔ اس کے بعد روز قیامت اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل ورسوا کرے گا اور (ان سے) پوچھا جائے گا کہاں ہیں وہ میرے شریک جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے؟ کہیں گے وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے کہ بلاشبہ آج ہر قسم کی رسوائی اور بربادی کافروں کے لیے ہے۔ وہ کافر جن کی جانیں فرشتے قبض کرتے ہیں درآنحال کہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں، تب وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم تو کوئی برا کام نہیں کیا کرتے تھے۔ (اہل علم جواب دیں گے) نہیں نہیں (تم بڑے بدکار تھے)۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو (برے کام) تم کیا کرتے تھے۔ (اے کفار) پس داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں سے، تمہیں ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں، بے شک برا ٹھکانہ ہے غرور وتکبر کرنے والوں کے لیے''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 117

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے مراد نمرود بن کنعان ہے جب اس نے محل بنایا تھا۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین میں پہلا جابر شخص نمرود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک مچھر مسلط کیا، وہ اس کے نتھنے میں داخل ہوا اور وہ چار سو سال زندہ رہا۔ ہتھوڑے کے ساتھ اس کے سر کو پیٹا جاتا تھا (اس سے اس کو راحت ملتی تھی) اس پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا وہ شخص ہوتا جو اپنے ہاتھوں کو جمع کرتا پھر دونوں کو اس سر پر مارتا۔ وہ چار سو سال جابر کی حیثیت سے رہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بادشاہی کے سالوں کی تعداد کے برابر چار سو سال عذاب دیا۔ پھر اسے موت دی۔ اس نے آسمان تک پہنچنے کے لیے محل بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی عمارت کو جڑوں سے اکھیڑ دیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے مراد نمرود بن کنعان ہے جس نے حضرت ابراہیم سے اس کے رب کے بارے جھگڑا کیا تھا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عمارت کو بنیادوں سے اکھیڑا اور چھتوں کے بل اوندھا گرا دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا اور تباہ و برباد کر دیا۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی بن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ تُشَآقُّوْنِ کا معنی تُخَالِفُوْنِیْ ہے۔(5)

وَ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۰ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۱

''اور (یونہی) پوچھا گیا اس سے جو متقی تھے کہ وہ کیا ہے جو اتارا تمہارے رب نے؟ انہوں نے کہا (سراپا) خیر! جنہوں نے اچھے کام کیے اس دنیا میں بھی ان کے لیے بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بھی (ان کے لیے) بہتر ہے اور بہت ہی عمدہ ہے پرہیزگاروں کا گھر۔ (ان کے لیے) ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے، رواں ہوں گی ان کے نیچے نہریں، ان کے لیے وہاں ہر وہ چیز ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے۔ یوں بدلہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 118 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 119
4۔ جلد 14، صفحہ 118 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 120

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہاں مومنین ہیں، ان سے جب پوچھا جاتا ہے کہ کیا اتارا تمہارے رب نے تو وہ کہتے ہیں: سراپا خیر، لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا یعنی جو اللہ پر ایمان لائے، اس کی کتب پر ایمان لائے جنہوں نے اللہ کی اطاعت کی اور اللہ کے بندوں کو نیکی پر برانگیختہ کیا اور انہیں نیکی کی طرف بلایا۔(1)

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾

''وہ متقی جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں۔(اس وقت) فرشتے کہتے ہیں (اے نیک بختو!) سلامتی ہو تم پر، داخل ہو جاؤ جنت میں ان (نیک اعمال) کے باعث جو تم کیا کرتے تھے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نیکو کار زندہ ہو یا مردہ ہو ہر حال میں فرشتے اس کو سلام کہتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں کر دیا ہے۔(2)

امام ابن مالک، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابوالقاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بندۂ مومن کی روح جب پرواز کرنے لگتی ہے تو ملک الموت کہتا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ، اَللّٰهُ يَقْرَءُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، اے اللہ کے ولی! تجھ پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ بھی تمہیں سلام فرماتا ہے۔ پھر مذکورہ آیت بطور دلیل پڑھی۔(3)

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٣٣﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَي الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 121 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 122 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 123

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾

''یہ مشرک کس کے منتظر ہیں بجز اس کے کہ آ جائیں ان کے پاس (عذاب کے) فرشتے یا آ جائے آپ کے رب کا (اٹل) حکم۔ یونہی ان لوگوں نے بھی کیا تھا جو ان کے پیشرو تھے اور نہیں زیادتی کی تھی ان پر اللہ تعالیٰ نے بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر زیادتی کیا کرتے تھے۔ پس ملی انہیں سزا ان کے برے اعمال کی اور گھیر لیا انہیں اس عذاب نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور کہنے لگے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا کہ اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو ہم عبادت نہ کرتے اس کے سوا کسی اور چیز کی نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم حرام کرتے اس کے حکم کے بغیر کسی چیز کو۔ ایسی ہی (بے سروپا) باتیں کیا کرتے تھے ان کے پیشرو۔ (اے سننے والے!) کیا رسولوں کے ذمہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ ہے کہ وہ صاف طور پر (حکم الٰہی) پہنچا دیں۔ اور ہم نے بھیجا ہر امت میں ایک رسول (جو انہیں یہ تعلیم دے) کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور دور رہو طاغوت سے، سو ان میں سے کچھ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جس پر گمراہی مسلط ہوگئی۔ پس سیر و سیاحت کرو زمین میں اور (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کس قدر عبرتناک تھا انجام (رسولوں کو) جھٹلانے والوں کا''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ کے تحت روایت کیا ہے کہ فرشتے ان کے پاس موت کے ساتھ آئیں۔ اور دوسری آیت میں فرمایا وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ (الانفال:50) ان فرشتوں نے مراد ملک الموت اور اس کے دوسرے معاون فرشتے سے اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ابن جریر نے مجاہد سے بھی یہی مفہوم روایت کیا ہے۔(1)

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

''(اے حبیب!) آپ خواہ کتنے ہی حریص ہوں ان کے ہدایت یافتہ ہونے پر مگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا جنہیں وہ (پیہم سرکشی کے باعث) گمراہ کر دیتا ہے اور نہیں ان کے لیے کوئی مدد کرنے والا''۔

امام ابوعبید اور المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ اس آیت میں لَا يَهْدِيْ کو یاء کے فتحہ کے ساتھ اور يُّضِلُّ کو یاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت الشعبی رحمہ اللہ نے کہا: اے سلمان! تو اس حرف کو کیسے پڑھتا ہے؟ میں نے کہا لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ۔ انہوں نے فرمایا میں نے علقمہ کو بھی اسی طرح پڑھتے سنا ہے (یعنی يَهْدِيْ کی یاء کے فتحہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 24-123، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔
امام ابوعبید اور ابن المنذر نے ابراہیم سے بھی اسی طرح یاء کے فتحہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ پڑھنا روایت کیا ہے۔
امام ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ یاء کے ضمہ اور دال کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دیتا۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾

''اور بڑی شدومد سے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ (دوبارہ) زندہ نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ جو (ایک بار) مر جاتا ہے۔ ہاں ضرور زندہ کرے گا، یہ اس کا وعدہ ہے، اس پر لازم ہے اس کو پورا کرنا، لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے (وہ انہیں دوبارہ زندہ کرے گا) تاکہ واضح کردے ان پر وہ بات جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے اور تاکہ خوب جان لیں کافر کہ بلاشبہ وہی جھوٹے تھے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں کے ایک شخص کا مشرکین کے ایک شخص پر قرض تھا۔ مسلمان اس سے قرضہ مانگنے آیا، باتوں باتوں میں مسلمان نے کہا: مجھے امید ہے مرنے کے بعد ایسا ایسا ہوگا، مشرک نے کہا: تیرا خیال ہے کہ تو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھے گا، اس نے زوردار طریقے سے قسم اٹھا کر کہا جو مر جائے گا اللہ تعالیٰ اسے نہیں اٹھائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ الخ۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ اسے مجھے گالی دینا مناسب نہیں، وہ میری تکذیب کرتا ہے حالانکہ اسے میری تکذیب کرنا مناسب نہیں۔ آدمی کا میری تکذیب کرنا یہ ہے کہ وہ بڑی شدومد سے اللہ کی قسمیں اٹھا کر کہتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ دوبارہ نہیں اٹھائے گا، جو مر جائے گا میں کہتا ہوں کہ انہیں میں ضرور زندہ کروں گا، مجھ پر یہ وعدہ لازم ہے اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے، میں کہتا ہوں اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے پیدا کیا ہے، نہ وہ پیدا کیا گیا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔(2)

امام ابن جریر، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ کا ارشاد تمام لوگوں کے لیے ہے۔(3)

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 127 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

''ہمارا فرمان کسی چیز کے لیے جب ہم ارادہ کرتے ہیں اس (کے پیدا کرنے کا) صرف اتنا ہے کہ ہم اسے حکم دیتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اور جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر (طرح طرح کے) ظلم توڑے گئے تو ہم ضرور ان کو دنیا میں بہتر ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے، کاش! یہ جان لیتے۔ جنہوں نے (مصائب میں) صبر کیا اور (مشکلات میں اب بھی) اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں''۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تم میں سے ہر ایک گناہ گار ہے سوائے اس کے جسے میں نے عافیت بخشی۔ پس تم مجھ سے استغفار کرو، میں تمہیں معاف کردوں گا۔ تم فقراء ہو مگر جسے میں غنی کروں۔ پس تم مجھ سے مانگو، میں تمہیں عطا کروں گا، تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے مگر جسے میں راہ ہدایت بخشوں، پس تم مجھ سے ہدایت مانگو، میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ جو مجھ سے مغفرت طلب کرے گا جب کہ وہ جانتا ہے کہ میں اس کے گناہ معاف کرنے پر قادر ہوں تو میں اسے بخش دوں گا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں، اگر تمہارے اگلے، پچھلے، زندہ، مردے، تر، خشک سب ایک سخت دل پر جمع ہو جائیں تو میری بادشاہی سے مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں کریں گے۔ اور تمہارے پہلے، پچھلے، زندہ، مردے، تر، خشک سب ایک متقی دل پر جمع ہو جائیں تو میری بادشاہی میں مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں کریں گے۔ اگر تمہارے پہلے، پچھلے، زندہ، مردے، تر، خشک سب مجھ سے سوال کریں حتی کہ تم میں سے ہر کا سوال ختم ہو جائے پھر میں ان کے سوالوں کے مطابق عطا کروں تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی جیسے تم میں کوئی سوئی کے نکے کو سمندر میں ڈبوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں جواد، ماجد اور واجد ہوں میری عطا کلام ہے اور میرا عذاب (بھی) کلام ہے، میرا حکم کسی چیز کے لیے جب میں اسے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہوں صرف اتنا ہے کہ میں اسے حکم دیتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (1)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا سے مراد وہ اہل مکہ ہیں جنہوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی، ان پر مشرکوں نے ظلم کیے تھے۔ (2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت داؤد بن ابی ہند رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۔ یہ آیت ابوجندل بن سہیل کے بارے نازل ہوئی۔ (3)

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 406 (7089)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 129 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا الخ اس سے مراد محمد ﷺ کے اصحاب ہیں، اہل مکہ نے ان پر ظلم کیا ہے، انہیں اپنے گھروں سے نکالا، ان میں سے بعض حبشہ کے علاقے میں چلے گئے، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں مدینہ عطا فرمایا، مدینہ طیبہ کو ان کے لیے دار ہجرت بنایا اور مومنین سے ان کے انصار بنائے وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور اللہ تعالیٰ جو انہیں جنت اور نعمتیں عطا فرمائے گا وہ بہت بڑا اجر ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ اس اچھے ٹھکانا سے مراد مدینہ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم انہیں دنیا میں عمدہ رزق دیں گے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابان بن تغلب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الربیع بن خثیم سورۂ نحل میں اس آیت کو لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً (نحل:41) پڑھتے اور سورہ عنکبوت میں لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا (عنکبوت:58) پڑھتے تھے۔ اور فرماتے: دنیا میں ٹھکانہ دینا ہوتا ہے اور آخرت میں الثواء (مقام دینا) ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب وہ کسی مہاجر کو کچھ عطا فرماتے تو کہتے پکڑو..... اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت دے۔ یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے دنیا میں دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور جو اس نے تیرے لیے آخرت میں ذخیرہ کر رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے، کاش! وہ اس حقیقت کو جانتے۔(4)

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 29-128 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 128 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 129 4۔ ایضاً

''اور ہم نے نہیں بھیجا آپ سے پہلے (رسول بنا کر) مگر مردوں کو، ہم وحی بھیجتے ہیں ان کی طرف پس دریافت کر لو، اہل علم سے اگر تم خود نہیں جانتے۔ (پہلے رسولوں کو بھی ہم نے) روشن نشانیاں اور کتابیں دے کر بھیجا اور (اسی طرح) ہم نے نازل کیا آپ پر یہ ذکر تاکہ آپ کھول کر بیان کریں لوگوں کے لیے (اس ذکر کو) جو نازل کیا گیا ہے ان کی طرف تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ کیا بے خوف (اور نڈر) ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے برے مکر کیے کہ مبادا کار دے اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں یا آ جائے ان پر عذاب اس طرح کہ (ان کو اس کی آمد کا) شعور ہی نہ ہو یا پکڑ لے انہیں جب وہ (اپنے کاروبار میں) دوڑ دھوپ کر رہے ہوں پس نہیں وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے۔ یا پکڑے جب کہ وہ خوف زدہ ہو چکے ہوں پس بے شک تمہارا رب بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا ان اشیاء کی طرف جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے کہ بدلتے رہتے ہیں ان کے سائے دائیں سے (بائیں طرف) اور بائیں سے (دائیں طرف) سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اس حال میں کہ وہ اظہار عجز کر رہے ہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا تو عربوں نے انکار کیا اور جنہوں نے انکار کیا انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند تر ہے کہ محمد ﷺ جیسا بشر رسول بنائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ (یونس:2) ''کیا (یہ بات) لوگوں کے لیے باعث تعجب ہے کہ ہم نے وحی بھیجی ایک مرد (کامل) پر جو ان میں سے ہے''۔ اور فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا ..... الخ یعنی تم اہل ذکر اور گزشتہ کتب کے حاملین سے پوچھو کہ کیا ان کے پاس جو رسل تشریف لائے تھے وہ بشر تھے یا ملائکہ تھے۔ اگر وہ ملائکہ تھے تو تمہارے پاس بھی ملائکہ آتے اور اگر پہلے رسل بشر تھے تو پھر اس کے رسول ہونے کا بھی انکار نہ کرو پھر فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى (یوسف:109) ''اور ہم نے نہیں بھیجا آپ سے پہلے (رسول بنا کر) مگر مردوں کو جن کی طرف وحی بھیجی بستی والوں سے''۔ یعنی وہ آسمانی مخلوق نہ تھے جیسے تم کہتے ہو۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ عربوں نے کہا لولا انزل علینا الملائکۃ۔ (المائدہ:73) ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے گئے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے رسولوں کو نہیں بھیجا مگر وہ بشر تھے، پس اے عرب کے باشندو! تم اہل کتاب سے پوچھ لو یعنی یہود و نصاریٰ سے پوچھ لو جن کے پاس تم سے پہلے رسل تشریف لائے۔ اگر تم نہیں جانتے کہ محمد ﷺ سے پہلے رسل بھی ان کی طرح بشر ہی تھے وہ یہود و نصاریٰ تمہیں بتائیں گے کہ وہ محمد ﷺ کی طرح بشر ہی تھے۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اے

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 131

21A

مشرکین قریش تم اہل کتاب سے پوچھ لو وہ تمہیں بتائیں گے کہ تورات وانجیل میں بھی محمد رسول اللہ کا ذکر موجود ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت عبداللہ بن سلام اور دوسرے اہل کتاب کے چند افراد کے متعلق نازل ہوئی۔ فرمایا: تم ان اہل کتاب کے علماء سے پوچھو۔ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ایک شخص نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج اور عمرہ کرتا ہے جب کہ منافق ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ اس پر نفاق کیسے داخل ہوتا ہے؟ فرمایا وہ اپنے امام پر طعن کرتا ہے اور اس کا امام وہ ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عالم کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر خاموش رہے اور جاہل کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنی جہالت پر خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ الخ پس مومن کو جاننا چاہیے کہ اس کا عمل ہدایت کے مطابق ہے یا اس کے خلاف ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِالْبَيِّنٰتِ سے مراد آیات ہیں اور الزُّبُرِ سے مراد کتب ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِالْبَيِّنٰتِ سے مراد وہ حلال اور حرام ہے جو انبیاء علیہم السلام لائے تھے اور الزُّبُرِ سے مراد انبیاء کی کتب ہیں اور اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ کہ جو ان کے لیے حلال ہے اور جو حرام ہے آپ ان کے لیے بیان کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے تاکہ وہ اطاعت کریں۔(3)

حاکم نے حذیفہ سے روایت کیا ہے (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ہمیں قیامت تک جو کچھ ہونا ہے سب بتایا، پس جس نے ہم میں سے یاد رکھا اس نے یاد رکھا، جو بھول گیا وہ بھول گیا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد نمرود اور اس کی قوم ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السَّيِّاٰتِ سے مراد شرک ہے۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 130 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 133 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 133

4۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 519 (8456)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 134 6۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ السَّيِّاٰتِ سے مراد ان کا رسل کو جھٹلانا اور برے اعمال کرنا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فرماتے ہیں: تَقَلُّبِهِمْ سے مراد اِخْتِلَافِهِمْ ہے (یعنی ان کا اختلاف)۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اگر میں چاہوں تو سفر میں اسے پکڑ لوں۔ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ اگر میں چاہوں تو اس کے ساتھی کی موت کے بعد اسے پکڑ لوں اور موت کے اثار کے بعد پکڑوں۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے تَقَلُّبِهِمْ کا معنی اسفارهم روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ دن اور رات میں وہ جس حال میں ہوں وہ انہیں پکڑ لے۔ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ یعنی بعض کو عذاب دے اور بعض کو چھوڑ دے۔ یہ اس لیے کہ وہ ایک شہر پر نازل کرتا ہے پھر اسے ہلاک کر دیتا ہے اور دوسرے شہر کو چھوڑ دیتا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ وہ ان کے اعمال کم کر دے۔ یعنی تَخَوُّفٍ کا معنی کمی کرنا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ یہ جو آیات ہم لوٹاتے ہیں ان کی کمی کے وقت یہ ہوگا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: یہ اللہ کی نافرمانیوں کی وجہ سے جو تم کمی کرتے ہو اس پر ہوگا۔ ایک شخص حضرت عمر کے پاس سے نکلا اور وہ ایک اعرابی سے ملا، اس نے کہا: اے فلاں! تمہارے رب نے کیا کہا؟ اس نے کہا تخيفته، اس نے کمی کر دی، وہ حضرت عمر کے پاس آیا اور اس نے حضرت عمر کو تَخَوُّفٍ کا معنی کمی کرنا بتایا، حضرت عمر نے فرمایا: اللہ نے یہی مقدر کیا تھا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ انہیں بعض کے بعض کے حق میں کمی کرنے کی وجہ سے پکڑے گا۔(6)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تَخَوُّفٍ کا معنی اَلتَّنَقُّصُ ہے وہ ان کے شہروں اور اطراف میں کمی کرے گا۔(7)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ فرماتے ہیں: ہر چیز کا سایہ سجدہ کرتا ہے الْيَمِيْنِ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 135
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 135-36
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 135
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 137
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 136
6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 137
7۔ ایضاً

مراد دن کی ابتداء ہے اور الشَّمَآئِلِ سے مراد دن کا آخر ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: جب سایہ ڈھلتا ہے تو ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حضور قبلہ کی جانب سجدہ کرتے ہوئے متوجہ ہوتی ہے، حتی کہ بیت و شجر بھی۔ فرماتے ہیں: علماء اس وقت نماز کا پڑھنا مستحب سمجھتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب سایہ ڈھلتا ہے تو ہر جانور اور ہر پرندہ سب اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن المنذر اور ابو الشیخ نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج کے زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں نماز تہجد کی مثل کے مساوی شمار ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز اس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے، پھر آپ ﷺ نے يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ الخ کی آیت تلاوت فرمائی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، سایوں کے ڈھلنے کی نماز پڑھو حتی کہ ظہر کی اذان سے پہلے جب سایہ ڈھل جاتا ہے جو نماز پڑھتا ہے گویا اس نے تہجد کی نماز پڑھی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: ہر چیز کا سایہ ہے اور ہر چیز کا سجدہ اس کے خیال میں ہے یعنی بطور حال وہ سجدہ میں ہیں۔(4)

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب سورج ڈھلتا ہے تو ہر چیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتی ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: یمین سے مراد صبح کا وقت ہے اور شمائل سے مراد سورج ڈھلنے کے بعد کا وقت ہے۔ صبح کے وقت سایہ دائیں جانب ہوتا ہے اور ظہر کے بعد بائیں جانب ہوتا ہے، وہ سایہ صبح کے وقت بھی سجدہ کرتا ہے اور سورج ڈھلنے کے وقت بھی سجدہ کرتا ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو غالب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: سمندر کی امواج، سمندر کی نماز ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے دٰخِرُوْنَ کا معنی صَاغِرُوْنَ نقل کیا ہے (جس کا معنی اظہار عجز کرنا ہے)(7)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ سے بھی دٰخِرُوْنَ کا معنی صَاغِرُوْنَ روایت کیا ہے۔(8)

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 138
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 139
3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 206 (3128)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 139
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 138
7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 140
8۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 146

﴿۵۱﴾ وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ
فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ
اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ
فَاِلَيْهِ تَجْــَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ
يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ
يَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا
كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾

''اور اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے یعنی ہر قسم کے جاندار اور فرشتے اور وہ غرور و تکبر نہیں کرتے۔ ڈرتے ہیں اپنے رب کی قدرت سے اور کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ بناؤ دو خدا، وہ تو صرف ایک ہی خدا ہے (اس نے فرمایا) پس فقط مجھ سے ہی ڈرا کرو۔ اور اسی کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی تابعداری اور اطاعت لازمی ہے، تو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں سے ڈرتے ہو۔ اور تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی جناب میں گڑگڑاتے ہو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے تکلیف کو تم سے تو فوراً ایک گروہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ شرکت کرنے لگتا ہے۔ اس طرح وہ ناشکری کرتے ہیں ان نعمتوں کی جو ہم نے انہیں عطا کی ہیں۔ پس (اے ناشکرو!) لطف اٹھالو چند روز تمہیں (اپنا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ اور مقرر کرتے ہیں ان کے لیے جن کو یہ جانتے ہی نہیں حصہ اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے۔ اللہ کی قسم! تم سے ضرور باز پرس ہوگی اس کے متعلق جو تم بہتان باندھا کرتے ہو''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِلّٰهِ يَسْجُدُ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ مخلوق کا ہر فرد خوشی سے یا مجبوراً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ آسمان کی مخلوق خوشی سے سجدہ کرتی ہے اور زمینی مخلوق بعض خوشی سے اور بعض مجبوراً سجدہ کرتے ہیں۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے جلال سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ حضرت سعد کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی دو انگلیوں کو اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے سعد! احد احد (یعنی اللہ ایک ہے، ایک ہے)۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین سے روایت کیا فرماتے ہیں: علماء جب کسی انسان کو دو انگلیوں کے ساتھ دعا مانگتے ہوئے دیکھتے تو اس کی ایک انگلی پر ضرب لگاتے اور کہتے اِنَّمَاهُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ' وہ تو صرف ایک خدا ہے''۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اس طرح دعا مانگی جائے پھر آپ نے ایک انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک انگلی کے ساتھ دعا کرنا اخلاص ہے۔(4)

ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس طرح دعا مانگو پھر ایک انگلی سے اشارہ کیا، یہ شیطان کو کوڑا لگاتی ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اخلاص اس طرح ہے، اپنی دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا اور دعا اس طرح ہے یعنی ہتھیلیوں کے باطن کے ساتھ۔ اور استخارہ کے لیے اس طرح ہے، آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور ان کے ظاہر کو اپنے چہرے کی طرف کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا میں الدِّيْنُ سے مراد اخلاص ہے اور وَاصِبًا کا معنی دائما (ہمیشہ) ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وَاصِبًا معنی دائماً ہے۔(7)

امام الفریابی اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَاصِبًا معنی واجباً ہے۔(8)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے کہا: مجھے وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا کے متعلق بتایئے۔ الواصب کیا ہے؟ ابن عباس نے فرمایا: اس کا معنی الدائم ہے۔ امیہ بن ابی الصلت نے اس معنی میں استعمال کیا ہے:

وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا وَلَهُ الْمُلْكُ وَ حَمْدُلَهُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ

''اور اس کے لیے تابعداری دائمی ہے اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ہر حال میں حمد ہے''۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ دین دائمی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6 صفحہ 87 (2968)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6 صفحہ 87 (29693)
3۔ ایضاً (29686)
4۔ ایضاً (29683)
5۔ ایضاً (29692)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14 صفحہ 44-143
7۔ ایضاً، جلد 14 صفحہ 143
8۔ ایضاً، جلد 14 صفحہ 144

ہے۔لوگ مشغول ہو گئے اور ان کے درمیان شبہات حائل ہوگئی ہیں۔ پس اس پر عمل پیرا ہونے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا سوائے اس کے جو اللہ کے فضل کو جانتا ہے اور اچھے انجام کی امید رکھتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاِلَیْہِ تَجْئَرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ دعا میں تضرع وزاری کرتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ دعا میں روتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثُمَّ اِذَا کَشَفَ الضُّرَّ عَنْکُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ ساری مخلوق اقرار کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا رب ہے پھر اس کے بعد شرک کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے فَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کے تحت لکھا ہے کہ یہ وعید ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَیَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰھُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے وہی انہیں نفع اور نقصان دیتا ہے، پھر وہ ان کے حصے بناتے ہیں اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ ان کے لیے سراسر نقصان دہ ہیں اور کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین عرب اپنے بتوں اور شیطانوں کے لیے اس میں سے حصہ مقرر کرتے ہیں جو ہم نے انہیں دیا اور اپنے اموال سے کچھ حصہ علیحدہ کرتے ہیں اور وہ اپنے بتوں اور شیطانوں کے لیے کر دیتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: یہ اللہ کے لیے ہے اور یہ حصہ ہمارے شرکاء کے لیے ہے۔

وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ مَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۵۸﴾ یَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَیُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۶۰﴾

''اور تجویز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں۔ سبحان اللہ! اور ان کے لیے وہ (بیٹے) ہیں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں۔ اور جب اطلاع دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدائش) کی تو (غم سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ (رنج واندوہ سے) بھر جاتا ہے۔ چھپتا پھرتا ہے لوگوں (کی نظروں) سے اس بری خبر کے باعث جو

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 146 2۔ایضاً، جلد 14، صفحہ 147 3۔ایضاً

دی گئی ہے اسے (اب یہ سوچتا ہے کہ) کیا وہ اس بچی کو اپنے پاس رکھے ذلت کے ساتھ یا گاڑ دے اسے مٹی میں۔ آہ! کتنا برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بری صفتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ صفات کا مالک ہے اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے''۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، اس کے لیے انہیں پسند کرتے ہیں اور اپنے لیے انہیں پسند نہیں کرتے، زمانہ جاہلیت میں جب کسی کے گھر بچی پیدا ہوتی تو وہ سوچتا تھا کہ اسے ذلت کے ساتھ اپنے پاس رکھے یا اسے زندہ درگور کردے۔(1)

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ یعنی وہ اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمام مشرکین عرب کا فعل شنیع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے برے عمل کی خبر دی۔ لیکن مومن اس کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ اس پر خوش ہو جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تقسیم فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ انسان کے اپنے فیصلہ سے بہتر ہے اور میری عمر کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ ہمارا فیصلہ خیر ہے، بہت سی بچیاں اپنے گھر والوں کے لیے بیٹوں سے بہتر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مشرکین عرب کے فعل سے آگاہ کیا ہے تاکہ تم اس بے رحم عمل سے بچ جاؤ۔ ان میں سے کوئی اپنے کتے کو کھانا کھلاتا تھا اور اپنی بیٹی کو زندہ درگور کرتا تھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عربوں کے ہاں بچی پیدا ہوتی تھی تو وہ اسے قتل کر دیتے تھے۔ یعنی اسے زندہ مٹی میں دبا دیتے تھے حتیٰ کہ وہ مر جاتی تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے هُوْنٍ قریش کی لغت میں هوان (ذلت) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو زندہ درگور کردے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو انہوں نے فیصلہ کیا ہے وہ برا فیصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ چیز جو وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتے میرے لیے کیسے پسند کرتے ہیں؟

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے (وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کی مثل کوئی شے نہیں ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 148 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 149
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 150 5۔ ایضاً

وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ
يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً
وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ
الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝
تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ
فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَ اِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ
لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا
سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ
مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

''اور اگر (فوراً) پکڑ لیا کرتا اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کے باعث تو نہ چھوڑتا زمین پر کسی جاندار کو لیکن وہ مہلت دیتا ہے انہیں ایک مقررہ میعاد تک۔ پس جب آ جاتی ہے ان کی (مقررہ) میعاد تو نہ وہ ایک لمحہ پیچھے ہو سکتے ہیں اور نہ آگے ہو سکتے ہیں اور تجویز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے (بیٹیاں) جنہیں وہ (اپنے لیے) ناپسند کرتے ہیں اور بیان کرتی ہیں ان کی زبانیں جھوٹ (جب وہ کہتی ہیں کہ) فقط انہیں کے لیے بھلائی ہے۔ یقیناً ان کے لیے تو آتش (جہنم) ہے اور انہیں کو (دوزخ میں) پہلے بھیجا جائے گا۔ بخدا ہم نے بھیجا ہے (رسولوں کو) مختلف قوموں کی طرف آپ سے پہلے، پس آراستہ کر دیا ان کے لیے شیطان نے ان کے (برے) اعمال کو پس وہی ان کا دوست ہے آج بھی اور ان کے لیے عذاب الیم ہے۔ اور نہیں اتاری ہم نے آپ پر یہ کتاب مگر اس لیے کہ آپ صاف صاف بیان کر دیں ان کے لیے وہ بات جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور (یہ کتاب) سراپا ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان دار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کیا اس

سے زمین کو اس کے بنجر بن جانے کے بعد۔ بے شک اس میں (کھلی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو (حق کی آواز) سنتے ہیں۔ اور بے شک تمہارے لیے مویشیوں میں ایک عبرت ہے۔ دیکھو! ہم تمہیں پلاتے ہیں جو ان کے شکموں میں گوبر اور خون ہے ان کے درمیان سے نکال کر خالص دودھ جو بہت خوش ذائقہ ہے پینے والوں کے لیے۔ اور (ہم پلاتے ہیں تمہیں) کھجور اور انگور کے پھلوں سے۔ تم بناتے ہو اس سے میٹھا رس اور پاک رزق۔ بلاشبہ اس میں بھی (ہماری قدرت کی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سمجھ دار ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر بارش نہ برسائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس روایت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بارش نہ برسے تو زمین پر کوئی جانور باقی نہ رہے، سب مر جائیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ایسا کیا تھا، سطح زمین پر جو جانور تھے اللہ تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا، سوائے ان جانوروں کے جو کشتی نوح پر سوار تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن آدم کے گناہوں نے سیاہ بھنورے کو اپنی بل میں قتل کر دیا، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! نوح علیہ السلام کی قوم کا غرق ہونا بھی اسی وجہ سے تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ سیاہ بھنورے کو ابن آدم کے گناہ کی وجہ سے بل میں ہی عذاب دیا جاتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ الخ۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے کتاب العقوبات میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریب ہے کہ گوہ اپنی بل میں ابن آدم کے گناہوں کی وجہ سے خوف کے مارے مر جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم صرف اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاتا ہے، ابو ہریرہ نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! حبارٰی (تیتر) ظالم کے ظلم کی وجہ سے اپنے گھونسلے میں کمزور ہو کر مر جاتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ میرا اور عیسیٰ بن مریم کا ہمارے گناہوں کی وجہ سے مؤاخذہ کرتا۔ ایک روایت میں ہے: ان دو انگلیوں انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کی جنابت کی وجہ سے مؤاخذہ کرتا تو ہمیں وہ عذاب دیتا اور وہ ہم پر کچھ ظلم کرنے والا نہ ہوتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 151 (عن ابن الاحوص)

2۔ شعب الایمان، باب طاعۃ اولی الامر، جلد 6، صفحہ 54 (7479)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ کے تحت روایت فرماتے ہیں: وہ میرے لیے بچیاں تجویز کرتے ہیں اور اپنے لیے ان کو ناپسند کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَا يَكْرَهُوْنَ سے مراد بچیاں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الخ کے تحت روایت کیا ہے: کفار قریش کہتے تھے کہ ہمارے لیے بیٹے ہیں اور ان کے لیے بیٹیاں ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَا يَكْرَهُوْنَ سے مراد بچیاں ہیں

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ کفار قریش کہتے تھے کہ ہمارے لیے بیٹے ہیں اور اللہ کے لیے بیٹیاں ہیں۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ ان کے لیے الْحُسْنٰى لڑکے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا معنی مسیئون (مجرم) ہے۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور پھر وہاں ہی فراموش کر دیئے جائیں گے۔(5)

عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ دوزخ میں جلدی جانے والے ہیں۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے الحسن سے وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہیں آگ کی طرف جلد لے جایا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی کبشہ عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی دودھ پیے پھر وہ اس کے گلے میں اٹک جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ''خالص دودھ خوش ذائقہ خود بخود حلق سے اترنے والا ہے پینے والوں کے لیے''۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور ابن ابی حاتم نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے دودھ پیا تو مطرف نے کہا کیا آپ نے کلی نہیں کی؟ ابن عباس نے فرمایا: میں اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا، آسانی کرتم پر آسانی کی جائے گی، کسی کہنے والے نے کہا: یہ دودھ، گوبر اور خون سے نکالا جاتا ہے، ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابوداؤد نے (الناسخ میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تَتَّخِذُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 152 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 153 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 154

مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا کے ارشاد میں سکر سے مراد حرام پھل ہیں اور رزق حسن سے مراد حلال پھل ہیں۔(1)

امام الفریابی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَكَرًا سے مراد وہ ہے جو حرام ہے اور رزق حسن سے مراد زبیب، سرکہ، انگور اور دوسرے منافع ہیں۔

امام ابوداؤد نے الناسخ میں، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سَكَرًا سے مراد نبیذ ہے پھر اس کو اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ (المائدہ:90) کی آیت نے منسوخ کر دیا۔

امام ابوداؤد (نے الناسخ میں) اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن رزین رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت نازل ہوئی تو شراب کی حرمت کے نزول سے پہلے تک لوگ شراب پیتے رہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سَكَرًا سے مراد سرکہ، نبیذ اور ان کے مشابہ اشیاء ہیں اور رزق حسن سے مراد پھل، زبیب وغیرہ ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے ساتھ سکر کو بھی حرام قرار دیا کیونکہ سکر بھی شراب میں سے ہے اور رزق حسن سے مراد سرکہ، زبیب اور نبیذ جیسی حلال چیزیں ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ نے ثابت رکھا اور مسلمانوں کے لیے اس کو حلال فرمایا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ خمر کو سکر کا نام دیتے ہیں اور اسے پیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا نام خمر رکھا جب شراب حرام کی گئی۔ ابن عباس کا خیال تھا کہ حبشہ کے لوگ سرکہ کو سکر کہتے ہیں اور رزق حسن سے مراد حلال کھجور اور زبیب ہے: یہ حلال تھا نشہ نہیں دیتا تھا۔(4)

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سَكَرًا سے مراد خمر ہے (یعنی شراب ہے)۔(5)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت السعید بن جبیر، الحسن، شعبی، ابراہیم اور ابی رزین رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن الانباری نے المصاحف میں اور النحاس رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ عجمیوں کی شرابیں تھیں جنہیں سورۂ مائدہ کی آیت نے منسوخ کر دیا۔(6)

امام النسائی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَكَرًا حرام ہے، رزق حسن حلال ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے خمر کی حرمت سے پہلے اسے اپنی نعمت میں شمار کیا۔(7)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 387 (3355)، دارالکتب العلمیہ، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 162
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 164
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 163
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 161
6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 162، دارالکتب العلمیہ بیروت
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 162

امام ابن الانباری اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم اور شعبی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا کا ارشاد منسوخ ہے۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں انگور سے کئی اشیاء حاصل ہوتی ہیں، انگور (تازہ ہو تو) تو تم اسے کھاتے ہو، خشک ہونے سے پہلے اس کا رس نکال کر پیتے ہو، اس سے تم زبیب بناتے ہو اور اس کو پکاتے ہو۔ (1) واللہ اعلم۔

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۟ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾

''اور ڈال دی آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات کہ بنایا کر پہاڑوں میں (اپنے) چھتے اور درختوں (کی شاخوں) میں اور ان چھپروں میں جو لوگ بناتے ہیں۔ پھر رس چوسا کر ہر قسم کے پھلوں سے پس چلتی رہا کر اپنے رب کی آسان کی ہوئی راہوں پر۔ (یوں) نکلتا ہے ان کے شکموں سے ایک شربت مختلف رنگوں والا اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے، بے شک اس میں (قدرت الٰہی کی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے تمہیں پھر جان قبض کرے گا تمہاری اور تم میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں لوٹا دیا جاتا ہے ناکارہ عمر کی طرف تاکہ وہ کچھ نہ جانے جان لینے کے۔ بعد بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قادر ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اَوْحٰى کا معنی اَلْهَمَ نقل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو الہام کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ النَّحْلِ چھوٹا سا ایک جانور ہے اور اس کی طرف وحی کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں ڈال دیا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکھی کو الہام کیا تھا (2) اس کی طرف کوئی پیغام رساں نہیں بھیجا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ

1۔ تاریخ بغداد للخطیب، جلد 1 صفحہ 282 (125)، مطبعۃ السعادۃ مصر 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14 صفحہ 166

نے مکھی کو حکم دیا کہ وہ پھلوں سے رس نکال کر کھائے اور حکم دیا کہ وہ اپنے رب کے آسان کردہ راستوں کی اتباع کرے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایسے راستوں پر چل جن پر مکان بنانا مشکل نہ ہو۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ذُلُلًا سے مراد مُطِيعَةً ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں الذلول، اس کو کہتے ہیں جس کی قیادت کی جاتی ہے، وہ وہاں ہی جاتا ہے جہاں اس کا مالک ارادہ کرتا ہے۔ فرماتے ہیں: لوگ شہد کی مکھی کے پیچھے نکلتے تھے اور اس کے ذریعے چراگاہ تلاش کرتے تھے اور لوگ جاتے ہیں جب کہ شہد کی مکھی ان کی پیروی کرتی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ (یسین:72) ''کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے پیدا فرمائے ان کے لیے مخلوق سے جو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائے مویشی پھر (اب) یہ ان کے مالک ہیں اور ہم نے تابعدار بنا دیا انہیں ان کا''۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذُلُلًا سے مراد ذليلة (یعنی اطاعت شعار) ہے يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ شراب سے مراد شہد ہے۔ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ فرماتے ہیں: یعنی ان تکلیفوں کے لیے شفا ہے جن کی شفا اس میں رکھی گئی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شراب سے مراد شہد ہے۔(5)

ابن جریر، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شہد میں اور قرآن میں شفاء ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شہد اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے اور قرآن اس کے لیے شفاء ہے جو (بیماری) سینوں میں ہوتی ہے۔(7)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تم پر دو شفاؤں سے شفاء حاصل کرنا لازم ہے یعنی شہد اور قرآن۔(8)

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر دو شفاؤں سے شفا حاصل کرنا لازم ہے (یعنی) شہد اور قرآن۔(9)

امام بخاری نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں میں شفاء ہے (۱) پچھنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 166 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 167 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 168

5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 169 6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 168 7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 169

8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الطب، جلد 5، صفحہ 60 (23689)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

9۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب العسل، جلد 4، صفحہ 103 (3452)، دارالکتب العلمیہ بیروت

لگانے کے لیے بار ایک کو پچنا (۲) شہد پینا (۳) آگ کے ساتھ داغنا۔ اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ (1)

امام احمد، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ نے ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے بھائی کو استطلاق بطن (جلاب لگنا) کی بیماری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے شہد پلا۔ اس نے بھائی کو شہد پلائی۔ پھر آیا اور عرض کی کہ شہد نے اس کے استطلاق میں اضافہ کر دیا ہے۔ فرمایا جا اور اسے شہد پلاؤ، اس نے پھر شہد پلائی۔ پھر آیا عرض کی شہد نے مرض میں اضافہ کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے تو جا اور اسے پھر شہد پلا وہ گیا شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ (2)

امام ابن ماجہ، ابن السنی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ہر ماہ تین صبح شہد چاٹے گا اسے بڑی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ (3)

امام البیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت عامر بن مالک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنے بخار کی خبر بھیجی میں آپ سے دوا اور شفاء کی متلاشی تھی، آپ ﷺ نے میری طرف شہد کی کپی بھیجی۔ (4)

امام حمید بن زنجویہ رحمہ اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر تکلیف کے لیے شہد استعمال کرتے تھے حتی کہ پھوڑے پر بھی شہد مل دیتے تھے۔ ہم نے کہا جناب! آپ پھوڑے کا علاج بھی شہد سے کرتے ہیں؟ فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔

امام احمد اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت معاویہ بن فدیج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی چیز میں شفاء ہے تو پچھنے لگانے کے لیے ایک بار کو پچنے میں شہد پینے میں، اور ایسی آگ کے ساتھ داغنے میں جو تکلیف پہنچاتی ہے اور میں داغنا پسند نہیں کرتا۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حشرم الجرمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نیزوں سے کھیلنے والا عامر بن مالک نے نبی کریم ﷺ سے اس مرض کی دوا اور شفاء طلب کی جو انہیں لاحق تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف شہد یا شہد کی کپی بھیجی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن کی مثال شہد کی مکھی ہے۔ پاکیزہ کھاتا ہے اور پاکیزہ گراتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے چیونٹی اور شہد کی مکھی کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (6)

1۔ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الشفاء فی ثلاث، جلد 5، صفحہ 2152، دار ابن کثیر دمشق
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44 (5572)، دار الفکر بیروت
3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 102 (3450)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، باب فی الاطعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 98 (5931)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 401، دار صادر بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الادب، جلد 5، صفحہ 337 (26655)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام طبرانی نے الاوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال کی مثال شہد کی مکھی کی ہے، میٹھا اور کڑوا رس چوستی ہے پھر شہد سارے کا سارا میٹھا ہوتا ہے۔(1)

امام الحاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فحش گو، بےتکلف فحش گوئی کرنے والے برے پڑوس اور قطع رحمی کو ناپسند فرماتے ہیں۔ پھر فرمایا: مومن کی مثال شہد کی مکھی کی ہے، چرتی ہے تو پاکیزہ چیز کھاتی ہے، پھر بیٹھ جاتی ہے، پس تو نہ اسے اذیت دے اور نہ اس کو توڑ۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد، لٹورا اور مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جانور قتل کرنے سے منع فرمایا: چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا۔(3)

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکھی کی عمر چالیس دن ہے اور شہد کی مکھی کے علاوہ باقی تمام مکھیاں آگ میں ہیں۔(4)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے طریق سے عبید بن عمیر یا ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہد کی مکھی کے علاوہ تمام مکھیاں آگ میں ہیں۔ عبداللہ بن عمر اس کے قتل سے منع کرتے تھے۔

حکیم ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہد کی مکھی کے علاوہ ہر مکھی آگ میں ہے۔

ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ پچھتر سال ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَرْذَلِ الْعُمُرِ سے مراد خوف ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو قرآن پڑھتا ہے وہ اَرْذَلِ الْعُمُرِ کی طرف نہیں لوٹایا جاتا پھر آپ نے یہ تلاوت کی: لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عالم کی عقل بڑھاپے کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالمالک بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمام لوگوں سے زیادہ از روئے عقل باقی رہنے والے قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں۔

امام بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ۔(6)

1۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 147 (181)، ریاض
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 147 (253)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ بغداد، جلد 9، صفحہ 120، مطبعۃ السعادۃ مصر
4۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 450 (4274)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 169
6۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۂ نحل، جلد 4، صفحہ 1741 (4430)، دار ابن کثیر دمشق

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ دُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ وَ مِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَ مِنْ نَّفْسٍ لَّا یَشْبَعُ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَمِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّھَا بِئْسَتِ الْبِطَانَۃُ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

ابن مردویہ نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ بالغ ہونے سے پہلے تک جو نیک عمل کرتا ہے، اس کا ثواب اس کے والد یا والدین کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور اگر اس سے پہلے وہ کوئی برائی کرتا ہے تو نہ اس پر اس کا گناہ لکھا جاتا ہے اور نہ اس کے والدین پر۔ پھر جب وہ بالغ ہو جاتا ہے تو اس پر قلم جاری ہوتا ہے اور دو فرشتوں کو اس کے ساتھ رہنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور درست سمت چلانے کی کوشش کرتے ہیں پھر جب اسلام میں اسے چالیس سال گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے تین مصیبتوں جنون، جذام اور برص سے نجات عطا فرماتا ہے۔ پھر جب پچاس سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو دوہرا کر دیتا ہے۔ جب وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف رجوع کی توفیق عطا فرماتا ہے اس حالت میں جس کو وہ پسند فرماتا ہے۔ جب وہ ستر سال کا ہو جاتا ہے تو آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور جب نوے سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے، پچھلے سب گناہ معاف فرما دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گھر والوں کے حق میں اس کی سفارش قبول فرماتا ہے اور اس کا اسم اللہ کی بارگاہ میں زمین کے اندر اسیر اللہ ہوتا ہے۔ پھر جب وہ ارذل العمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ان تمام نیکیوں کی مثل لکھ دیتا ہے جو وہ زمانہ صحت میں کرتا تھا اور اگر وہ گناہ کرتا تھا تو وہ اس پر نہیں لکھے جاتے۔

وَ اللّٰہُ فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّیْ رِزْقِھِمْ عَلٰی مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَھُمْ فِیْہِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَۃِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ۝

''اور اللہ تعالیٰ نے برتری بخشی ہے تم میں سے بعض کو بعض پر دولت کے لحاظ سے۔ پس (اب بتاؤ) کیا وہ لوگ جنہیں برتری بخشی گئی ہے وہ لوٹانے والے ہیں اپنی دولت کو ان لوگوں پر جو ان کے مملوک ہیں تاکہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں؟ (ہرگز نہیں) تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اس آیت کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اپنے غلاموں کو اپنے اموال اور اپنی بیویوں میں شریک نہیں کرتے تو میرے بندوں کو میری بادشاہی میں کیسے شریک کرتے ہیں۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14 صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

22

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ باطل خداؤں کی مثال ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال بیان فرمائی ہے کہ کیا تم میں کوئی اپنی بیوی میں اپنے غلام کو شریک کرتا ہے، اپنے مال میں غیر کو شریک کرتا ہے؟ کیا تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مخلوق اور اس کے بندوں کو برابر کرتے ہو؟ اگر تو اپنے لیے یہ پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ وہ شریک سے پاک ہو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلوق میں سے کسی کو اس کا برابر نہ ٹھہراؤ۔ (1)

ابن ابی حاتم نے عطاء الخراسانی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کے متعلق مثال فرمائی ہے۔ فرمایا: تم میرے ساتھ میرے بندوں کو کیسے برابر کرتے ہو۔ جب کہ تم اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ شریک اور برابر نہیں بناتے ہو، جس چیز میں تمہیں ان پر برتری بخشی گئی ہے تم ان کو لوٹانے والے نہیں ہوتا کہ وہ اور تم رزق میں برابر ہو جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن البصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر بن الخطاب نے ابوموسیٰ الاشعری کی طرف لکھا کہ دنیا میں اپنے رزق پر قناعت کرو کیونکہ رحمٰن نے رزق میں اپنے بعض بندوں کو بعض پر برتری بخشی ہے، یہ ایک آزمائش ہے جس کے ساتھ آزمایا جاتا ہے۔ جس کو کشادہ روزی دی جاتی ہے اس کو آزمایا جاتا ہے، اس کے شکر کی کیفیت کیا ہوگی، اللہ کی نعمت کا شکر اس حق کی ادائیگی ہے جو انسان پر اس عطا اور بخشش کی وجہ سے لازم ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝

''اور اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں اور پیدا فرمائے تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے اور رزق عطا فرمایا تمہیں پاکیزہ۔ تو کیا (یہ لوگ) باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کی ناشکری کرتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا پھر ان کے وجود سے ہی ان کی زوجہ کو پیدا فرمایا۔ (2)

امام الفریابی، سعید بن منصور، بخاری (فی التاریخ میں) ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں حَفَدَةً سے مراد داماد ہیں۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 171

3۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے حَفَدَةً سے مراد سسرال ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حَفَدَةً سے مراد بیٹے اور پوتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حَفَدَةً سے مراد اولاد کی اولاد ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے حَفَدَةً کے متعلق بتایئے ابن عباس نے فرمایا اولاد کی اولاد، یہ معاون ہوتے ہیں۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

حَفَدُ الْوَلَائِدِ حَوْلَهُنَّ وَاَسْلَمَتْ بِاَكُفِّهِنَّ اَزِمَّةُ الْاَجْمَالِ

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوحمزہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس سے حَفَدَةً کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا جو بھی تیرا معاون ہو وہ تیرا حفد ہے، کیا تو نے یہ شعر نہیں سنا:

حَفَدُ الْوَلَائِدِ حَوْلَهُنَّ وَ اَسْلَمَتْ بِاَكُفِّهِنَّ اَزِمَّةُ الْاَجْمَالِ (3)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حَفَدَةً سے مراد مرد کی بیوی کی اولاد ہے جو اس مرد سے نہ ہو۔(4)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے روایت کیا ہے حَفَدَةً سے مراد معاونین ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حَفَدَةً سے مراد خدام ہیں۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حَفَدَةً سے مراد بیٹے اور پوتے ہیں اور جو اہل میں سے معاون یا خدام میں سے ہوں سب تیرے حَفَدَةً ہیں۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الْبَاطِلِ سے مراد شرک ہے۔

ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ الْبَاطِلِ سے مراد شیطان ہے اور بِنِعْمَتِ اللّٰهِ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 172 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 174 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 175 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 174 6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 173 7۔ ایضاً

مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

''اور یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان معبودوں کی جو انہیں آسمانوں اور زمین سے رزق دینے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ پس (اے جاہلو!) نہ بیان کیا کرو اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال (وہ یہ ہے) ایک بندہ ہے جو مملوک ہے اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور (اس کے مقابلہ میں) ایک وہ بندہ ہے جسے ہم نے رزق دیا اپنی جناب پاک سے رزق حسن۔ پس وہ خرچ کرتا رہتا ہے اس سے پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر۔ (اب تم ہی بتاؤ) کیا یہ برابر ہیں؟ الحمد للہ! (حقیقت حال واضح ہوگئی) بلکہ ان میں سے اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے اور بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال، دو آدمی ہیں، ان میں سے ایک تو گونگا ہے کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتا اور وہ بوجھ ہے اپنے آقا پر، جہاں کہیں وہ اس (نکمے) کو بھیجتا ہے تو وہ واپس نہیں آتا کسی بھلائی کے ساتھ۔ کیا برابر ہو سکتا ہے یہ (نکما) اور وہ شخص جو حکم دیتا ہے عدل کے ساتھ اور وہ راہ راست پر گامزن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے آسمانوں اور زمین کی مخفی باتوں کو اور نہیں قیامت برپا ہونے کا معاملہ مگر جیسے آنکھ تیزی سے جھپکتی ہے یا اس سے بھی جلد۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد وہ بت ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی تھی جو ان کی عبادت کرتے ہیں، وہ ان کے لیے نہ رزق کے مالک ہیں اور نہ نفع وضرر کے، نہ زندگی کے اور نہ دوبارہ اٹھنے کے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مثالیں بیان نہ کرو، وہ تو بے نیاز ہے، نہ کسی کو اس نے جنم دیا ہے اور نہ وہ جنم دیا گیا ہے، اس کا کوئی ہم سر نہیں ہے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَلْاَمْثَالَ سے مراد ان کا بت بنانا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے ساتھ کسی دوسرے کو الٰہ نہ بناؤ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا میں عبدٌ مملوک سے مراد کافر ہے وہ اللہ کے راستہ میں کچھ خرچ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا سے مراد مومن ہے اور یہ خرچ کرنے کی مثال ہے۔ (3)

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 178

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کافر کی مثال بیان فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے رزق دیا لیکن اس نے اسے کسی خیر میں خرچ نہیں کیا اور اطاعت الٰہی میں اسے صرف نہیں کیا وَمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فرماتے ہیں: اس سے مراد مومن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے رزق حلال عطا فرمایا پھر اس نے اسے اطاعت الٰہی میں خرچ کیا، اس نے اس کا شکر اور معرفت حق کے ساتھ حاصل کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو پھر اس عارضی رزق کو خرچ کرنے کی وجہ سے جنت کا دائمی رزق عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هَلْ يَسْتَوٗنَ فرمایا نہیں اللہ کی قسم! یہ دونوں (کافر اور مومن) برابر نہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ تمام معبود حق اور باطل جس کی وہ عبادت کرتے تھے، کی مثالیں ہیں۔(2)

امام ابن المنذر نے ابن جریج کے طرق سے ابن عباس سے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔ یہ معبودان باطلہ نہ تو کسی نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے۔ یہ کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے وَمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا یہ مومن کی مثال ہے جو پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے الحسن سے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد بت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اعمال کے مطابق مثالیں بیان فرمائی ہیں، ہر عمل صالح کی ایک نیک مثال ہے اور ہر برے عمل کی بری مثال ہے۔ فرماتے ہیں: ایک عالم متفہم کی مثال اس راستہ کی ہے جو درخت اور پہاڑ کے درمیان ہے، وہ سیدھا ہے، اسے کوئی چیز ٹیڑھا نہیں کرتی، یہ اس بندۂ مومن کی مثال ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت قریش کے ایک شخص ہشام بن عمرو اور اس کے غلام ابوالجوزاء کے بارے نازل ہوئی۔(3) ہشام خود اپنا مال پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتا اور اپنے غلام کو خرچ کرنے سے منع کرتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: غلام کے لیے آقا کی اجازت کے بغیر طلاق دینا جائز نہیں اور بطور دلیل یہ آیت پڑھی عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس غلام کے بارے پوچھا گیا جو صدقہ کرتا ہے؟ ابن عباس نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا: وہ کوئی چیز صدقہ نہ کرے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اَبْكَمُ سے مراد کافر ہے اور مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد مومن ہے، یہ اعمال کے متعلق مثال دی گئی ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 178 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 179 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 180 4۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ حضرت عثمان بن عفان اور ان کے غلام اسید بن ابی العیص کے متعلق نازل ہوئی، اسید کافر تھا اور اسلام کو پسند نہیں کرتا تھا۔ حضرت عثمان اس پر خرچ کرتے تھے اور اس کی کفالت فرماتے تھے، غلام صدقہ اور نیکی سے انہیں منع کرتا تھا۔ پس ان دو کے بارے یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، بخاری (تاریخ میں) ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی باطل معبودوں کی مثال بیان فرمائی ہے، اَبْكَمُ سے مراد بت ہے، وہ گونگا ہوتا ہے بولتا نہیں ہے۔ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ لوگ اس کے اوپر خرچ کرتے ہیں اور جو ان کے پاس آتے ہیں۔ ان پر بھی دوسرے خرچ کرتے ہیں وہ بت نہ تو خود خرچ کرتا ہے نہ اپنے پاس آنے والوں کو رزق دیتا ہے اور مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد بت ہے اور مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے (كَلٌّ) اس کا مطلب عیال ہے۔ جب مشرکین کسی جگہ سے کوچ کرتے تو اس بت کو ایک مطیع اونٹ پر لاد دیتے۔ اور پھر بہت سے مشرک اس کے ساتھ چلتے جو اس بت کو پکڑے رکھتے تاکہ کہیں گر نہ جائے، پس وہ بت نرا عذاب اور عیال تھا ان پر۔ مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہو جا یا اس سے بھی جلد قیامت قائم ہو جائے گی۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب ہم ارادہ فرمائیں گے تو آنکھ جھپکنے کی دیر سے قیامت واقع ہو جائے گی یا اس سے بھی جلد۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ فوراً واقع ہو جائے گی (یعنی یہاں او شک کے لیے نہیں ہے) فرماتے ہیں: قرآن میں او جہاں بھی ذکر ہے وہ اسی مفہوم میں ہے، مثلاً مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ (الصافات)

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 180 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 179 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 181

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکالا ہے تمہاری ماؤں کے شکموں سے اس حال میں کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل تا کہ تم (ان بیش بہا نعمتوں پر) شکر ادا کرو''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ کے تحت نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی ماؤں کے رحموں سے نکالا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ کرامت وعزت ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں شرف بخشا ہے۔ پس اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

امام احمد، ابن ماجہ، ابن حبان، طبرانی، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حبہ اور سواء، جو خالد رضی اللہ عنہم کے بیٹے ہیں، سے روایت کیا ہے کہ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے جب کہ آپ ﷺ کوئی دیوار درست فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ادھر آؤ، تو وہ آپ کے ساتھ اس کام میں مشغول ہو گئے، جب فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں کسی کام کا حکم دیا اور فرمایا: جب تک تمہارے سر حرکت کر رہے ہیں تم رزق سے مایوس نہ ہو کیونکہ ہر بچہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ سرخ ہوتا ہے، اس پر کوئی جلد نہیں ہوتی پھر اللہ تعالیٰ اسے رزق دیتا ہے۔(1)

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾

''کیا انہوں نے کبھی نہیں دیکھا پرندوں کی طرف کہ وہ مطیع اور فرمانبردار بن کر اڑ رہے ہیں فضاء آسمانی میں۔ کوئی چیز انہیں تھامے ہوئے نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے۔ بے شک اس میں (کھلی) نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب فِيْ كَبِدِ السَّمَاءِ ہے (یعنی آسمان کے جوف میں)۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو روکے ہوئے ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب الزہد، باب التوکل والیقین، جلد 4، صفحہ 494 (4165)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 183

''اور اللہ تعالیٰ نے ہی (اپنے فضل وکرم سے) بنا دیا ہے تمہارے لیے گھروں کو آرام وسکون کی جگہ اور بنائے ہیں تمہارے لیے جانوروں کے چمڑوں سے گھر (یعنی خیمے) جنہیں تم ہلکا پھلکا پاتے ہو سفر کے دن اور اقامت کے دن اور (اسی نے بنائی ہیں) بھیڑوں کی صوف اور اونٹوں کی اون اور بکریوں کے بالوں سے مختلف گھریلو سامان اور استعمال کی چیزیں ایک وقت مقرر تک''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے گھر بنائے ہیں جن میں تم رہتے ہو۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس نے تمہارے گھر بنائے جس میں تم ٹھہرتے ہو اور قرار پاتے ہو۔ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا اس سے مراد بدوؤں کے خیمے ہیں، تَسْتَخِفُّوْنَهَا جن کو بہ آسانی اٹھاتے ہو وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ۔ ان ساری نعمتوں سے متمتع ہونا موت تک ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے یعنی قافلہ والے فوراً اپنے گھر بنا لیتے ہیں (اوبار) اونٹوں کی اون کو کہتے ہیں (اشعار) بکریوں کے بالوں کو کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اثاثا) کے تحت روایت کیا ہے اس سے مراد مال ہے وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ یعنی تم ایک مخصوص مدت تک ان چیزوں سے نفع اٹھاؤ گے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن عربوں کی معرفت کے مطابق اتارا گیا ہے۔ مثلاً آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صوف اور اونٹوں کی اون کا ذکر کیا، ان سے بڑی بڑی چیزوں کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ اونٹ اور بکریاں پالتے تھے اور ان کی اون سے خیمے وغیرہ بناتے تھے، چونکہ وہ پہاڑوں میں رہتے تھے اس لیے ان کا ذکر فرمایا وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا (نحل:81) ''اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں تمہارے (آرام) کے لیے ان چیزوں کے سائے جن کو اس نے پیدا فرمایا اور اسی نے بنائی ہیں تمہارے لیے پہاڑوں میں پناہ گاہیں''۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے گرمی سے بچنے کا ذکر فرمایا جب کہ سردی سے بچانے والی چیزیں ان سے عظیم اور بڑی ہیں کیونکہ وہ گرم علاقہ میں رہتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ (النور:43) کا ذکر فرمایا حالانکہ وہ جو آسمان سے برف برساتا ہے وہ زیادہ مؤثر ہے عبرت حاصل کرنے اور حقیقت حال جاننے کے لیے۔ ان چیزوں کا ذکر اس لیے نہیں فرمایا کیونکہ وہ ان کو جانتے نہیں تھے۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ حِيْنٍ سے مراد موت ہے۔(3)

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 183 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 187 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 185

لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں تمہارے (آرام) کے لیے ان چیزوں کے سائے جن کو اس نے پیدا فرمایا اور اسی نے بنائی ہیں تمہارے لیے پہاڑوں میں پناہ گاہیں اور اسی نے بنائے ہیں تمہارے لیے ایسے لباس جو بچاتے ہیں تمہیں گرمی سے اور (کچھ ایسے آہنی) لباس جو بچاتے ہیں تمہیں لڑائی کے وقت۔ اسی طرح وہ پورا فرماتا ہے اپنا احسان تم پر تاکہ تم سراطاعت خم کرو۔ اے محبوب! اگر (ان روشن دلائل کے باوجود) وہ منہ پھیریں تو (فکرمند نہ ہو) آپ کے ذمہ تو صرف وضاحت سے پیغام پہنچانا ہے۔ وہ پہچانتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کو (اس کے باوجود) وہ انکار کرتے ہیں اس کا اور ان میں سے اکثر لوگ کافر ہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا کے تحت روایت کیا ہے کہ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا سے مراد درخت وغیرہ ہیں اور اس آیت میں اَكْنَانًا سے مراد پہاڑوں کی غاریں ہیں جن میں وہ رہائش رکھتے تھے۔ وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ اس نے روئی، اون اور صوف سے لباس بنائے وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ لوہے کے لباس جو تمہیں جنگ میں تیر و تفنگ سے بچاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اس سورت کو سورۃ النعم بھی کہا جاتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کسائی عن حمزہ بن الاعمش وابی بکر و عاصم رحمہم اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تُسْلِمُوْنَ کو تاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابو عبید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے سَرَابِيْلَ سے مراد کپڑے ہیں۔ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ میں سَرَابِيْلَ سے مراد زرہیں اور ہتھیار ہیں۔ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ تاکہ تم زخموں سے محفوظ رہو۔ ابن عباس تُسْلِمُوْنَ پڑھتے تھے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اللہ تعالیٰ کے بارے سوال کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا (النحل:80) اعرابی نے کہا ہاں ٹھیک ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا (النحل:80) اعرابی نے کہا (ٹھیک ہے) اس کے سامنے آپ ﷺ نے بعد والی آیات پڑھیں جن میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر ہے تو وہ ہر ایک کے جواب میں نعم کہتا رہا۔ حتی کہ آپ ﷺ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ پر پہنچے تو اعرابی واپس چلا گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 185 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 186

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: یُنْكِرُوْنَهَا میں ھا ضمیر سے مراد ان کی رہائشیں، ان کے جانور اور باقی نعمتیں ہیں جو انہیں عطا کی گئی ہیں مثلاً زرہیں، کپڑے وغیرہ۔ کفار قریش ان نعمتوں کو جانتے تھے لیکن پھر بھی یہ کہہ کر انکار کرتے تھے کہ یہ تمام نعمتیں پہلے ہمارے آباؤ اجداد کے لیے تھیں ہمیں یہ سب ورثے میں ملی ہیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن کثیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کفار قریش جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا ہے، اس نے انہیں سب کچھ عطا فرمایا ہے لیکن وہ اس کے بعد بھی انکار کرتے تھے، وہ اس کی نعمت کو پہچانتے تھے لیکن پہچاننے کے بعد انکار کرتے تھے۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے عون بن عبداللہ سے يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا کے تحت روایت کیا ہے، انکار یہ تھا کہ ایک شخص کہتا اگر فلاں نہ ہوتا تو مجھے ایسا ایسا ملتا، اگر فلاں نہ ہوتا تو مجھے ایسی تکلیف نہ پہنچتی۔(3)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے سعد سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں نعمت سے مراد محمد ﷺ ہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ ابوجہل اور الاخنس کی حدیث میں اس کا ذکر ہے جب الاخنس نے ابوجہل سے محمد ﷺ کے بارے پوچھا تو ابوجہل نے کہا وہ نبی ہیں۔

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 188 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 189 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 188

يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

اور قیامت کے دن ہم اٹھائیں گے ہر امت سے ایک گواہ تب ان لوگوں کو اجازت نہیں ہوگی جنہوں نے کفر کیا اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور جب دیکھ لیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا عذاب (آخرت) کو تو اس وقت یہ عذاب ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ انہیں (مزید) مہلت دی جائے گی اور جب دیکھیں گے مشرک اپنے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں کو تو بول اٹھیں گے اے ہمارے رب! یہ ہیں ہمارے بنائے ہوئے شریک جنہیں ہم پوجا کرتے تھے تجھے چھوڑ کر۔ تو وہ شریک انہیں جواب دیں گے یقیناً تم جھوٹ بول رہے ہو۔ وہ پیش کر دیں گے بارگاہ الٰہی میں اس دن اپنی عاجزی اور فراموش ہو جائیں گے انہیں وہ بہتان جو وہ باندھا کرتے تھے جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) روکا اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہم نے بڑھا دیا اور عذاب ان کے پہلے عذاب پر اس وجہ سے کہ وہ فتنہ وفساد برپا کیا کرتے تھے۔ اور وہ دن (بڑا ہولناک ہوگا) جب ہم اٹھائیں گے ہر امت سے ایک گواہ ان پر انہیں میں سے اور ہم لے آئیں گے آپ کو بطور گواہ ان سب پر اور ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب، اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا اور یہ سراپا ہدایت و رحمت ہے اور یہ مژدہ ہے مسلمانوں کے لیے بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور (ہر ایک کے ساتھ) بھلائی کرو اور اچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے برے کاموں سے اور سرکشی سے۔ اللہ تعالیٰ نصیحت کرتا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا میں شہید سے مراد ہر امت کا اپنا نبی ہے جو گواہی دے گا کہ اس نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے تھے۔ (1)

حضرت قتادہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ پڑھتے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ سے وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ارشاد اس آیت کی طرح ہے هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ۝ (المرسلات)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب حدثوھم ہے یعنی انہوں نے ان سے بات کی۔ (2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ السَّلَمَ کے تحت روایت کیا ہے: وہ اس دن اللہ کی بارگاہ میں سر جھکا دیں گے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس دن وہ سر تسلیم خم کیے ہوئے ہوں گے۔ (3)

امام عبد الرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد السری، ابو یعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 191

حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابن مسعود سے زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ کے تحت روایت کیا ہے: ان پر ایسے بچھو مسلط کیے جائیں گے جن کے دانت لمبی کھجور کے درخت کی طرح ہوں گے۔(1)

امام ابن مردویہ اور الخطیب رحمہما اللہ نے تالی التخلیص میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ کے بارے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسے بچھو ہوں گے جو لمبی کھجور کے درخت کی مثل ہوں گے وہ انہیں جہنم میں نوچ کھائیں گے۔

امام ہناد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آگ میں ان پر سانپ مسلط کیے جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بے شک اہل جہنم جب دوزخ کی گرمی کے باعث واویلا کریں گے اور آگ میں کچھ پانی کی طلب کریں گے تو وہ پانی کے پاس پہنچیں گے تو ان کا سامنا ایسے بچھو کریں گے جو سیاہ خچروں کی مانند ہوں گے اور ایسے سانپ کریں گے جو بختی اونٹوں کی مثل ہوں گے پس وہ انہیں ماریں گے عذاب کے زیادہ کرنے سے یہی مراد ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم میں کنویں ہیں جن میں بختی اونٹوں کی طرح سانپ ہیں اور خچروں کی طرح بچھو ہیں۔ دوزخی ان کنوؤں سے ساحل پر آنے کے لیے فریاد کریں گے، پس وہ سانپ اور بچھو ان پر جھپٹیں گے، ان کے چہروں اور پلکوں کی جڑوں سے پکڑ لیں گے، وہ ان کے گوشت ان کے قدموں تک اتار لیں گے، وہ ان سے آگ کی طرف نکلنے کی کوشش کریں گے، وہ ان کا پیچھا کریں گے حتی کہ وہ اس کی گرمی محسوس کریں گے اور واپس آجائیں گے جب کہ وہ اپنی بلوں میں ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ہناد رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم کے سواحل ہیں جن میں سانپ اور بچھو رہتے ہیں جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت مالک بن الحارث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب آدمی کو آگ میں ڈالا جائے گا تو وہ گرتا چلا جائے گا جب وہ اس کے دروازے تک پہنچے گا تو اس کو کہا جائے گا ٹھہر جا حتی کہ تجھے تحفہ دیا جائے۔ پس اسے سانپوں اور بچھوؤں کے زہر کا پیالہ پلایا جائے گا، جس کی وجہ سے ان کی جلد علیحدہ ہو جائے گی، بال علیحدہ ہو جائیں گے، پٹھے علیحدہ ہو جائیں گے اور رگیں علیحدہ ہو جائیں گی۔

ابو یعلی، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے زِدْنٰهُمْ عَذَابًا الخ کے تحت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ آگ کی پانچ نہریں ان پر انڈیلے گا بعض کے ساتھ انہیں دن کے وقت اور بعض کے ساتھ رات کے وقت عذاب دیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عذاب کی زیادتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 192 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

وہ پانچ نہریں ہیں جو عرش کے نیچے سے دوزخیوں کے سروں پر جاری ہوں گی۔ تین نہریں رات کی مقدار پر اور دو نہریں دن کی مقدار جاری ہوں گی۔ اس آیت میں عذاب کی زیادتی سے یہی مراد ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس نے فرمایا: کیا تجھے جہنم کی وسعت معلوم ہے؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا تم میں سے کسی کی کان کی لو اور اس کی گردن کے درمیان ستر سال کی مسافت ہوگی، پیپ اور خون کی وادیاں چلتی ہیں، میں نے کہا: نہریں مراد ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ وادیاں ہی مراد ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں ہر چیز کا بیان نازل کیا ہے اور جو کچھ قرآن میں بیان کیا گیا ہے اس کا بعض ہمیں معلوم ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ (1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن الضریس نے فضائل القرآن میں محمد بن نصر سے کتاب اللہ میں، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قرآن سے روشنی حاصل کرے کیونکہ قرآن میں اولین و آخرین کے علوم ہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن کو بالوں کے کاٹنے کی طرح تیز تیز (پڑھ کر) نہ کاٹو اور ردی کھجوروں کے بکھیرنے کی طرح نہ بکھیرو جب کوئی نادر نکتہ آئے تو ٹھہر جاؤ اور اپنے دلوں کو اس کی (اثر انگیزی) سے متحرک کرو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا دستر خوان ہے جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہو گیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ دل برتنوں کی مانند ہیں ان کو قرآن کے ساتھ مشغول کرو اور اس کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ ان کو مشغول نہ کرو۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کا حکم دیا گیا ہے اور جس سے منع کیا گیا ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم نے الاوزاعی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سنت کے ذریعہ سے ہر چیز کو بیان کیا گیا ہے۔

امام احمد نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اچانک آپ اوپر تکنے لگے۔ فرمایا میرے پاس جبرئیل آیا اور مجھے حکم دیا کہ اس آیت کو اس سورت کی اس جگہ رکھوں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14 صفحہ 193

2۔ سنن سعید بن منصور، باب فضائل القرآن، جلد 1 صفحہ 7، دار الصمیعی الریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14 صفحہ 193

4۔ مسند امام احمد، جلد 4 صفحہ 218، دار صادر بیروت

امام احمد، بخاری نے الادب میں، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے، اچانک عثمان بن مظعون آپ ﷺ کے پاس سے گزرے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ آپ ﷺ آسمان کی طرف دیکھنے لگے، آپ ﷺ نے کچھ دیر آسمان کی طرف دیکھا پھر زمین کی طرف اپنی دائیں طرف دیکھنے لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھی سے ہٹ کر اس طرف ہو گئے جہاں آپ نے اپنا سر رکھا۔ آپ اپنا سر اس طرح ہلاتے رہے جیسے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں جو آپ سے کہی گئی ہے۔ جب اپنی حاجت پوری کر لی تو پھر آپ ﷺ پہلے کی طرح آسمان کی طرف دیکھنے لگے، آپ (جبرئیل کو) پیچھے سے تکتے رہے حتی کہ وہ آسمان میں چھپ گئے۔ پھر آپ حضرت عثمان کے پاس پہلی جگہ پر آئے۔ حضرت عثمان نے آپ سے اس کیفیت کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ابھی ابھی جبرئیل امین آئے تھے۔ حضرت عثمان نے پوچھا: انہوں نے کیا پیغام دیا ہے؟ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ حضرت عثمان نے کہا: اس وقت میرے دل میں ایمان قرار پذیر ہوا اور محمد ﷺ سے مجھے محبت ہو گئی۔ (1)

امام الباوردی، ابن السکن، ابن مندہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے معرفۃ الصحابہ میں حضرت عبدالملک بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اکثم بن صیفی کو نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کی خبر پہنچی تو اس نے آپ کی بارگاہ میں آنے کا ارادہ کیا، وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور دو آدمیوں کو بلایا۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو انہوں نے کہا: ہم اکثم کے بھیجے ہوئے ہیں، وہ آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں؟ اور کیا پیغام لائے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ۔ ان دو شخصوں نے کہا: یہ بات دوبارہ ارشاد فرمائیں، آپ ﷺ نے دوبارہ پڑھی۔ تو انہوں نے یاد کر لی۔ وہ دونوں اکثم کے پاس آئے اور اسے ساری باتیں بتائیں۔ جب اس نے یہ آیت سنی تو کہا میرا خیال ہے وہ مکارم اخلاق کا درس دیتا ہے اور بری باتوں سے منع کرتا ہے۔ پس تم اس معاملہ میں سردار بن جاؤ، اس معاملہ میں تابع نہ بنو، الاموی نے اپنے مغازی میں یہ زائد نقل کیا ہے کہ اکثم سوار ہو کر نبی کریم ﷺ کی طرف چل پڑا۔ اسے راستے میں موت آ گئی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آیت اکثم کے بارے نازل ہوئی تھی: وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ (النساء:100) ''اور جو شخص نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف پھر آ لے اس کو (راہ میں) موت''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت میں بِالْعَدْلِ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے۔ الْاِحْسَانِ سے مراد فرائض کی ادائیگی ہے۔ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى سے مراد رشتہ داروں کو اپنا وہ حق ادا کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرابت و رحم کے سبب واجب کیا ہے۔ الْفَحْشَآءِ سے

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 318، دار صادر بیروت

مراد زنا ہے اَلْمُنْكَرِ سے مراد شرک ہے، اَلْبَغْيِ سے مراد تکبر اور ظلم ہے، يَعِظُكُمْ یعنی وہ تمہیں وصیت کرتا ہے۔(1)

امام سعید بن منصور اور بخاری نے الادب میں، محمد بن نصر نے الصلاۃ میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں عظیم ترین آیت اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (آل عمران) ہے اور خیر و شر کی جامع ترین آیت یہ ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ (2) اور از روئے تفویض کے جامع آیت یہ ہے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق:3) اور سب سے زیادہ امید افزا آیت یہ ہے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الخ (الزمر:53)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے یہ آیت آخر تک پڑھی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ الخ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے خیر و شر اس ایک آیت میں جمع کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اطاعت الٰہی میں عدل و احسان کو جمع فرما دیا ہے اور اللہ کی نافرمانی میں سے ہر برائی اور بدی کو بھی اس آیت میں جمع فرما دیا ہے۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت العکلی عن ابیہ رحمہما اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو کچھ گفتگو تھی، آپ نے فرمایا: تم کس عنوان پر گفتگو کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مروت کے بارے گفتگو کر رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں تمہاری کتاب اللہ میں کفایت نہیں فرما دی؟ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ عدل سے مراد انصاف ہے اور احسان سے مراد تفضل ہے، اس کے بعد کیا باقی رہ گیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر اچھا اخلاق زمانہ جاہلیت میں جس پر لوگ عمل کرتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس سے ڈرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دے دیا اور ہر برا عمل جس کو وہ آپس میں عار سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا، پس اس نے ہر باعث مذمت اخلاق اور رذیل خصائل سے منع فرمایا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے عمر بن عبد العزیز نے بلایا اور فرمایا: عدل کا وصف بیان کر، میں نے کہا: شاباش! جناب نے بڑا عظیم سوال کیا ہے۔ تم چھوٹے لوگوں کے لیے باپ بن جاؤ اور بڑے لوگوں کے لیے بیٹا بن جاؤ اور ہم مثلوں کے لیے بھائی اور عورتوں کے لیے بھی اسی طرح ہو جاؤ۔ لوگوں کو ان کے گناہوں کے مطابق اور ان کے جسموں کے مطابق سزا دو اور کسی کو اپنے غصہ کی وجہ سے ایک کوڑا بھی زائد نہ مارو ورنہ تم حد سے تجاوز کرنے والوں سے ہو جاؤ گے۔

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 194
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، سورۂ نحل، جلد 2، صفحہ 388، (3358) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 195

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عیسیٰ بن مریم نے کہا: احسان یہ ہے کہ تو اس کے ساتھ احسان کر جو تجھ سے برائی کرے۔

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

''اور پورا کرو اللہ تعالیٰ کے عہد کو جب تم نے اس سے عہد کر لیا ہے اور نہ توڑو (اپنی) قسموں کو انہیں پختہ کرنے کے بعد حالانکہ تم نے کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر گواہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مزیدہ بن جابر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کے متعلق نازل ہوئی ہے جو اسلام قبول کرتا تھا وہ اسلام پر بیعت کرتا تھا یعنی محمد ﷺ اور اصحاب کی قلت اور مشرکین کی کثرت تمہیں اسلام پر کی گئی بیعت کو توڑنے پر برانگیختہ نہ کرے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا کا مطلب یہ ہے کہ قسم کے ساتھ عہد کو پختہ کرنے کے بعد اور كَفِیْلًا بمعنی وکیلاً ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا کا معنی بَعْدَ تشدیدها و تغلیظها (یعنی پختہ کرنا، مؤکد کرنا) روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں: كَفِیْلًا بمعنی شہیداً ہے یعنی تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے عہد پر گواہ بنایا۔

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَ لَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ یُّضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۹۴﴾ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 196 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 196-97 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 196

هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ وَمَا عِندَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾

''اور نہ ہو جاؤ اس عورت کی مانند جس نے توڑ ڈالا اپنے سوت کو مضبوط کاتنے کے بعد (اور اسے) پارہ پارہ کر دیا تم بناتے ہو اپنی قسموں کو ایک دوسرے کو فریب دینے کا ذریعہ تاکہ اس طرح ہو جائے ایک گروہ زیادہ فائدہ اٹھانے والا دوسرے گروہ سے، صرف آزماتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ ان قسموں سے اور واضح فرما دے گا تمہارے لیے قیامت کے روز ان باتوں کو جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا تمہیں ایک امت لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ضرور تم سے باز پرس کی جائے گی ان اعمال سے جو تم کیا کرتے تھے۔ اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو آپس میں فریب دینے کا ذریعہ۔ ورنہ (جادۂ حق سے) پھسل جائے گا (لوگوں کا) قدم (اس پر) جم جانے کے بعد اور تمہیں چکھنا پڑے گا (اس کا) برا نتیجہ کہ تم نے (اپنی عہد شکنی اور فریب کاری) کے باعث لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دیا اور تمہارے لیے بڑا (درد ناک) عذاب ہوگا اور مت بیچو اللہ تعالیٰ کے عہدوں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض، بے شک جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔ جو (مال وزر) تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو (رحمت کے خزانے) اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ باقی رہیں گے۔ اور ہم ضرور عطا کریں گے انہیں جنہوں نے (ہر مصیبت میں) صبر کیا ان کا اجر ان کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن حفص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سعیدہ الاسدیہ مجنونہ تھی، وہ بال اور پتے جمع کرتی تھی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح کے طریقہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس نے فرمایا: اے عطاء کیا تجھے میں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ انہوں نے ایک زرد رنگ کی حبشی عورت دکھائی۔ ابن عباس نے فرمایا: یہ عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے جنون کی مرض لاحق ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں، وہ تجھے شفا عطا فرما دے اور اگر تو چاہے تو صبر کر اور صبر پر قائم رہے، تجھے اس پر جنت ملے گی اس عورت نے صبر اور جنت کو اختیار کیا۔ ابن عباس نے فرمایا: یہ پاگل سعیدہ اسدیہ تھی اور یہ بال اور پتے جمع کرتی تھی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي الخ۔

ابن جریر نے عبداللہ بن کثیر سے روایت کیا ہے کہ خرقاء نامی عورت مکہ میں سوت کی رسی بٹنے کے بعد توڑ دیتی تھی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مکہ میں ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 198، دار احیاء التراث العربی بیروت

عورت تھی جس کو خرقاء کہا جاتا تھا۔ وہ سوت کاتتی تھی۔ جب تیار کر لیتی تو اسے توڑ دیتی تھی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ عورت رسی کو جوڑنے کے بعد توڑ دیتی تھی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر تم سنو کہ ایک عورت سوت کاتنے کے بعد توڑ دیتی تھی تو کہو گے کہ یہ کیسی احمق ہے یہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مثال دی ہے جو عہد باندھنے کے بعد عہد شکنی کرتا ہے۔ فرماتے ہیں: دَخَلًا کا معنی خیانت اور مکر ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اُمَّةٌ سے مراد لوگ ہیں یعنی کچھ لوگ دوسرے لوگوں سے زیادہ ہو جائیں۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ پہلے کچھ لوگوں کو اپنا حلیف بناتے پھر دوسرے لوگوں کو ان سے تعداد میں زیادہ اور عزت میں بلند دیکھتے تو ان سے معاہدہ توڑ کر ان لوگوں کو حلیف بناتے جو زیادہ معزز ہوتے پس اس عمل سے لوگوں کو منع کیا گیا۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تم عہد کو توڑنے میں اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے سوت کو مضبوطی سے کاتنے کے بعد پارہ پارہ کر دیتی ہے۔ یعنی اس سے رسی بٹنے کے بعد توڑ دیتی ہے تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَکُمْ ایمان سے مراد عہد ہے دَخَلًا بَیْنَکُمْ یعنی معاہدہ کرنے والوں کے درمیان، دَخَلًا سے مراد مکر اور دھوکہ ہے۔ یعنی تم اس لیے آیا کرتے ہو کہ اس کی وجہ سے عہد کا توڑنا حلال ہو جائے۔ اَرْبٰی بمعنی اکثر ہے اِنَّمَا یَبْلُوْکُمُ اللّٰهُ بِهٖ ہ کی ضمیر کا مرجع کثرت ہے۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَکُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں ایک امت مسلمہ یا امت متشرکہ بنا دیتا ہے۔ وَّلٰکِنْ یُّضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے دین سے گمراہ کر دیتا ہے۔ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ''مسلمانوں کو ہدایت دیتا''۔ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تم سے باز پرس کرے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عہد توڑنے والے کے لیے ایک اور مثال بیان کی ہے۔ فرمایا لَا تَتَّخِذُوْٓا اَیْمَانَکُمْ۔ اَیْمَانَکُمْ سے مراد اپنے عہد ہیں۔ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَّعْدَ ثُبُوْتِهَا۔ یعنی عہد کو توڑنے والا دین سے پھسل جاتا ہے جس طرح ایک شخص اپنے قدم جما لینے کے بعد پھسل جاتا ہے تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ۔ السُّوْٓءَ سے مراد عقوبت ہے۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا تم اللہ تعالیٰ سے عہد کرنے کے بعد تھوڑی سی دنیا کے عوض مت توڑو اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی اللہ کے پاس جو ثواب ہے هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وہ تمہارے لیے بہتر ہے ان جلدی ملنے والی نعمتوں سے۔ مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ یعنی جو تمہارے پاس مال ہے وہ ختم ہونے والا ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ اور جو آخرت میں دائمی ثواب ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگا اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا وہ دنیا میں جو عمل کرتے تھے ان کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا بہتر اجر عطا فرمائے گا اور ان کی لغزشوں کو معاف کر دے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 198 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 200

4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 199 5۔ ایضاً

امام سعید بن منصور اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ادایت (اس چیز کے بارے میں بتاؤ (یعنی چیزوں کو ایک دوسرے پر قیاس کر کے سوال کرنے) سے بچو تم سے پہلے لوگ بھی ادایت کی وجہ سے ہلاک ہوئے ایک چیز کو دوسری چیز پر قیاس نہ کرو فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا جب تم میں سے کسی سے کوئی ایسا سوال کیا جائے جو وہ نہ جانتا ہو تو اسے کہہ دینا چاہیے کہ میں نہیں جانتا اعتراف عدم علم، ثلث علم ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

''جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے عطا کریں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور دیں گے انہیں ان کا اجران کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں رزق حلال عطا کیا جاتا ہے پھر جب وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا تو اس کو اپنے عمل کی اچھی جزا ملے گی۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد اس دنیا میں رزق حلال ہے(2) اور جب بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے اچھے اور مفید اعمال کے عوض جزا دے گا۔

ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ وہ حلال کھائے گا، حلال پیے گا، حلال پہنے گا، حَيٰوةً طَيِّبَةً سے یہی مراد ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد پاکیزہ کمائی اور نیک عمل ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد سعادت ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں کئی طرق کے ذریعے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد قناعت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! جو تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس پر مجھے قناعت عطا فرما اور میرے لیے اس میں برکت ڈال دے اور ہر غائب ہونے والی چیز پر میرے لیے بہتر کو خلیفہ (عوض) بنا۔(5)

امام وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد قناعت ہے۔

وکیع نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

مسلم نے ابن عمرو سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں جہانوں میں وہ کامیاب ہے جس کو اسلام کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 203 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 204 4۔ ایضاً

5۔ شعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، صفحہ 291 (10347)، دارالکتب العلمیہ بیروت

دولت نصیب ہوئی، کفایت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو عطا فرمایا اس پر اسے قناعت بھی عطا فرمائی۔(1)

امام ترمذی اور نسائی نے فضالہ بن عبید سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: وہ شخص دونوں جہانوں میں کامیاب ہے جس کی اسلام کی طرف راہنمائی کی گئی اور اس کی معیشت بقدر کفایت ہو اور وہ اس پر قانع ہو۔(2)

امام وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حَيٰوةً طَيِّبَةً صرف جنت میں ہی ہو سکتی ہے۔(3)

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾

''سو جب قرآن کی تلاوت کرنے لگو تو پناہ مانگو اللہ تعالیٰ سے اس شیطان (کی وسوسہ اندازیوں) سے جو مردود ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کی طرف سے ایک دلیل ہے جس پر اس نے اپنے بندوں کی راہنمائی فرمائی ہے۔(4)

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نماز اور غیر نماز ہر حال میں قرأت کرتے وقت اعوذ باللہ پڑھنی واجب ہے اور اس کی دلیل یہی آیت ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے پھر اعوذ باللہ پڑھتے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ تعوذ پڑھتے تو اس طرح پڑھتے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رات کو کھڑے ہوتے تو نماز کا آغاز اس ثناء سے کرتے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ پھر یہ پڑھتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔(7)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعۂ افک کے ذکر میں روایت کیا ہے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی الکفاف والقناعۃ، جلد 7، صفحہ 130 (1054)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 52، (2349)، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 204 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 207

5۔ مصنف عبدالرزاق، باب الاستعاذۃ فی الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 83، المکتب الاسلامی بیروت

6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوۃ، باب التعوذ بعد الافتتاح، جلد 2، صفحہ 35، دار الفکر بیروت

7۔ سنن ابوداؤد مع شرح، کتاب الصلوۃ، جلد 3، صفحہ 387 (753)، مکتبۃ الرشد الریاض

فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور یہ پڑھا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ (النور:11) (6)

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۹۹

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝۱۰۰

''یقیناً اس کا زور نہیں چلتا ان لوگوں پر جو (سچے دل سے) ایمان لائے ہیں اور اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں اس کا زور صرف ان پر چلتا ہے جو یارانہ گانٹھتے ہیں اس سے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان الثوری سے اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ شیطان کو کوئی طاقت نہیں کہ وہ ایمان والوں اور اللہ پر توکل کرنے والوں کو ایسے گناہ پر برانگیختہ کرے جو بخشا نہ جائے۔(2)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ کے تحت روایت کیا ہے: اس کی حجت ان لوگوں پر کارگر ہوتی ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور شیطان کو اللہ رب العالمین کے برابر کرتے ہیں۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شیطان کا زور اس پر چلتا ہے جو شیطان سے دوستی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عمل کرتا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ اللہ کے دشمن ابلیس پر جب شقاوت غالب آ گئی تو کہا لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۸۲ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝۸۳ (ص) پس مخلص بندوں پر شیطان کی کوئی گرفت نہیں ہوتی اور نہ ان پر ان کا داؤ چلتا ہے، اس کے جال تو ان پر کارگر ہوتے ہیں جو خود اس کو دوست بناتے ہیں اور اپنے اعمال میں اس کو شریک ٹھہراتے ہیں۔(5)

وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۱ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۰۲

''اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں تم صرف افترا پرداز ہو۔ بلکہ ان میں سے اکثر (آیت بدلنے کی حکمت کو) نہیں جانتے فرمائیے نازل کیا ہے اسے روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تاکہ ثابت قدم رکھے انہیں جو

1۔ سنن ابوداؤد مع شرح، کتاب الصلوۃ، جلد 3، صفحہ 439 (763)، مکتبۃ الرشد الریاض
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 208
3۔ ایضاً، جلد 09-207
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 208
5۔ ایضاً

ایمان لائے ہیں اور یہ ہدایت اور خوش خبری ہے مسلمانوں کے لیے''۔

امام ابوداؤد (نے ناسخ میں) ابن مردویہ، حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے وَ اِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ اور ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا (النحل:110) کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا۔ شیطان نے اسے جادۂ حق سے پھسلا دیا۔ وہ کفار کے ساتھ مل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن اسے قتل کرنے کا حکم دیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے امان طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے امان دے دی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اس آیت کی طرح ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا (البقرہ:106)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ناسخ منسوخ کے متعلق ہے، فرمایا: جب ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں تو اس کے بدلے میں دوسری آیت لے آتے ہیں، کفار کہنے لگے تجھے کیا ہوا ہے تو پہلے ایسا کہتے ہو پھر خود ہی اسے ختم کر دیتے ہو، تم افترا پرداز ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے۔

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

''اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ انہیں تو یہ قرآن ایک انسان سکھاتا ہے حالانکہ اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ تعلیم قرآن کی نسبت کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے۔ بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے وہی لوگ تراشا کرتے ہیں جھوٹ جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیات پر اور یہی لوگ جھوٹے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں بلعام نامی لوہار کو تعلیم دیتے تھے، اس کی زبان عجمی تھی۔ مشرکین دیکھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آتے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا: بلعام اسے سکھاتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کو ابن حضرمی کا غلام سکھاتا ہے جو کہ نصرانی تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ الخ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 211، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ بنی مغیرہ کے ایک عجمی غلام کو پڑھاتے تھے جس کا نام مقیس تھا (تو لوگوں نے ایسی باتیں کرنی شروع کر دیں) تو اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ الآیہ کا ارشاد نازل فرمایا۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے کہا: محمد ﷺ کو ابن حضرمی کا غلام سکھاتا ہے جو صاحب کتاب تھا اور وہ رومی زبان بولتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(2)

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ محمد ﷺ کو ابن حضرمی کا غلام سکھاتا تھا جس کو مقیس کہا جاتا تھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ انہیں سلمان الفارسی سکھاتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا کہ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ اس فتنہ میں وہ شخص اس وجہ سے مبتلا ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی لکھتا تھا آپ ﷺ آیات کے آخر میں سمیع علیم یا عزیز حکیم وغیرہ لکھواتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کا اس سے دھیان ہٹ جاتا تھا تو وہ کہتا رسول اللہ ﷺ کیا یہ عزیز حکیم تھا۔ سمیع علیم تھا۔ آپ فرماتے جو تو نے لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ پس وہ فتنہ میں مبتلا ہوا اور اس نے کہا کہ محمد ﷺ مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ پس میں جو چاہوں لکھوں۔ سعید بن المسیب نے الحروف السبعہ سے مجھے بیان فرمایا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اہل مکہ رنجیدہ خاطر کرتے تو آپ ابن حضرمی کے ایک غلام کے پاس جاتے جس کو ابو الیسر کہا جاتا تھا وہ نصرانی تھا اور تورات اور انجیل پڑھتا تھا، آپ اس سے باتیں کرتے۔ جب مشرکین نے آپ ﷺ کو اس کے پاس آتا جاتا دیکھا تو کہا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ سے تو ایک انسان سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ قرآن تو عربی میں ہے اور ابو الیسر کی زبان عجمی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے پاس جھوٹ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا: اَللّٰهُمَّ عَفْوًا۔ اے اللہ! میں جھوٹ سے معافی طلب کرتا ہوں۔ کیا تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ۔

امام الخرائطی نے مساوی الاخلاق میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عبد اللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا مومن زنا کر سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبھی ایسا ہو سکتا ہے، پھر اس نے پوچھا: مومن چوری کر سکتا ہے؟ فرمایا یہ بھی ممکن ہے۔ اس نے پوچھا: کیا مومن جھوٹ بول سکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الخ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 212 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 213 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام الخطیب نے تاریخ میں حضرت عبداللہ بن جرادرضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابودرداء نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا مومن جھوٹ بولتا ہے؟ فرمایا: جو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے وہ اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں کا مجھے تم پر زیادہ خوف ہے: وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ قرآن کی نعمت عطا فرمائے، حتی کہ وہ اس کی بہجت کو دیکھ لے اور اسلام کی چادر اوڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے اسے عطا فرمائے پھر وہ اپنی تلوار سونتے اور اپنے پڑوسی کو مار دے اور اس پر کفر کا الزام لگائے۔ صحابہ کرام نے کہا: یارسول اللہ ان میں سے کون کفر کے زیادہ قریب ہے، تہمت کفر لگانے والا یا جسے تہمت لگائی گئی ہے؟ فرمایا تہمت لگانے والا۔ اور تم سے پہلے ایک صاحب خلافت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہت عطا فرمائی تھی۔ اس نے کہا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اس نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی محبت کا خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ اور وہ شخص جس کو باتوں نے اس طرح مبہوت کر دیا ہو کہ جب وہ کوئی جھوٹ بولے تو اس کے ساتھ مزید جھوٹ ملا دے۔ یہ وہ شخص ہے جو دجال کو پائے گا اور پھر وہ دجال کی پیروی کرے گا۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

''جس نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے کے بعد بجز اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل مطمئن ہے ایمان کے ساتھ (تو اس سے مؤاخذہ نہ ہوگا) لیکن وہ (بدنصیب) کھل جائے کفر کے ساتھ (جس کا سینہ) تو ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے پسند کر لیا دنیا کی (فانی) زندگی کو آخرت کی (ابدی) زندگی پر اور بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو کافر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے جن کے دلوں، جن کے کانوں اور جن کی آنکھوں پر اور یہی لوگ (اپنے اعمال کے نتائج سے) غافل ہیں۔ ضرور یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔ پھر بے شک آپ

کے پروردگار کا معاملہ ان کے ساتھ جنہوں نے ہجرت کی بڑی آزمائشوں سے گزرنے کے بعد پھر جہاد بھی کیا اور (مصائب میں) صبر سے کام لیا، بے شک آپ کا رب ان آزمائشوں کے بعد (ان کے لیے) بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم مجھ سے جدا ہو جاؤ جس کو قوت ہو وہ رات کے آخری حصہ تک تاخیر کرے اور جسے یہ طاقت نہ ہو وہ رات کے ابتداء میں ہی چلا جائے اور جب تم سن لو کہ میں امن کے ساتھ مدینہ پہنچ گیا ہوں تو تم میرے پاس آ جانا۔ حضرت بلال، حباب، عمار اور قریش کی ایک لونڈی جو اسلام قبول کر چکی تھی۔ صبح کے وقت مشرکوں کے ہتھے چڑھ گئے، انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ اسلام کا انکار کرے لیکن انہوں نے اس کی بات نہ مانی لوہے کی زرہیں دھوپ میں گرم کرتے پھر حضرت بلال کو پہناتے، جب وہ گرم لوہا آپ کو پہناتے تو آپ احد احد کا نعرہ لگاتے، حضرت حباب رضی اللہ عنہ کو وہ کانٹوں میں گھسیٹتے تھے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تقیۃ ایسا کلمہ کہہ دیا جو انہیں اچھا لگا، اس مسلمان لونڈی کے لیے ابوجہل نے چار کیل لگائے پھر ان کے درمیان اس کو لٹا کر باندھ دیا پھر اس کے دل میں نیزہ مارا حتی کہ اسے قتل کر دیا۔ پھر مشرکین نے حضرت بلال، حباب اور عمار رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیا۔ یہ صحابہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور اپنی تکالیف کی خبر دی، حضرت عمار نے جو بات کہی تھی اس کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو نے یہ کلمہ کہا تھا تو تیرے دل کی کیفیت کیا تھی؟ کیا کلمۂ کفریہ کے ساتھ تمہارا دل مطمئن تھا یا نہیں؟ عمار نے کہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل کی: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ۔

امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے دلائل میں ابوعبیدہ بن محمد بن عمار عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر کو پکڑ لیا اور اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات نہ کہے اور ان کے باطل معبودوں کا خیر کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ پھر انہوں نے حضرت عمار کو چھوڑ دیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو عرض کی: میں نے آپ کے بارے نازیبا کلمات کہے اور ان کے معبودوں باطلہ کا خیر کے ساتھ ذکر کیا ہے (اب میرے لیے کیا حکم ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تیرے دل کی کیفیت کیا تھی؟ حضرت عمار نے عرض کی: دل تو ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔ فرمایا اگر وہ دوبارہ ایسی بات پر مجبور کریں تو تم کہہ دینا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ملاقات حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ہوئی جب کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ غم خوار نبی نے اپنے غلام کے آنسو پونچھے اور فرمایا: تجھے کفار نے پکڑ لیا تھا اور تجھے پانی میں غوطے دیئے تھے اور تو نے ایسا ایسا کہا تھا۔ اگر وہ پھر ایسا ایسا کہنے پر مجبور کریں تو کہہ دو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 216

امام ابن سعد نے حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کیا ہے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ یہ آیت حضرت عمار کے بارے نازل ہوئی اور لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا یہ عبداللہ ابی سرح کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ الخ کا ارشاد عمار بن یاسر کے متعلق نازل ہوا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت الحکم سے روایت کیا ہے کہ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ کی آیت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن سرح نے پہلے اسلام قبول کیا پھر مرتد ہو گیا اور مشرکین سے مل گیا۔ اس نے بنی الحضرمی کے پاس ابن عبدالدار کے پاس عمار اور رخباب کی چغلی کھائی۔ پس انہوں نے عمار اور خباب کو پکڑ لیا اور انہیں اذیتیں دیں حتی کہ انہوں نے کفریہ کلمات کہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ۔

امام مسدد نے اپنی مسند میں، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالتوکل الباجی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی لانے کے لیے عمار بن یاسر کو مشرکین کے کنوئیں پر بھیجا۔ اس کنویں کے اردگرد تین صفیں حفاظت پر مامور تھیں، حضرت عمار نے کنویں سے پانی بھرا اور واپس آئے، راستہ میں کفار نے پکڑ لیا۔ انہوں نے عمار سے کفریہ کلمات کہلوائے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ الخ۔

امام ابن جریر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر کے بارے نازل ہوئی۔ آپ کو بنوالمغیرہ نے پکڑ لیا تھا اور کنویں میں غوطے دیئے تھے اور کہا تھا کہ محمد ﷺ کا انکار کرو۔ تو انہوں نے بادل نخواستہ ان کی بات کہہ دی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ عیاش بن ابی ربیعہ کے بارے نازل ہوئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکہ کے مومنین کے بارے نازل ہوئی۔ بعض صحابہ نے انہیں مدینہ طیبہ سے خط لکھے کہ ہم تمہیں اپنوں میں شمار نہیں کریں گے حتی کہ تم ہجرت کر کے ہمارے پاس آجاؤ۔ وہ بیچارے مدینہ کے ارادے سے باہر نکلے۔ تو قریش نے راستہ پر گرفتار کر لیا۔ پس انہوں نے ان کو فتنہ میں ڈال دیا۔ پس انہوں نے بادل نخواستہ کفریہ کلمات کہہ دیئے۔ پس ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار کو تکلیف دی گئی حتی کہ آپ کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ کیا کہہ رہے ہیں حضرت صہیب کو ایسی ہی اذیت دی گئی حتی کہ وہ اپنی بات نہ سمجھتے تھے۔ پس بلال، عامر، ابن فہیرہ اور دوسرے مسلمانوں کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا الخ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 216 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 218

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ میں یہ خبر دی ہے جو ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کرے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور عذاب عظیم ہے لیکن جس کو مجبور کیا گیا، اس نے زبان کے ساتھ ایک کلمہ کہا جب کہ دل اس کا مخالف ہو، تا کہ وہ دشمن سے نجات پائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس امر پر مؤاخذہ فرماتا ہے جس پر دل کا ارادہ پختہ ہو۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور الحسن البصری رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۃ النحل کی یہ آیت کریمہ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ نازل ہوئی۔ پھر اس سے نسخ اور استثناء کیا گیا، فرمایا ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ عبداللہ بن ابی سرح رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا، اس کو شیطان نے پھسلا دیا تھا۔ پس وہ کفار کے ساتھ مل گیا۔ فتح مکہ کے دن اسے رسول اللہ ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس کے لیے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور عثمان غنی نے امان طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو امان دے دی۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا کہ اہل مکہ کا اسلام قبول نہیں ہوگا حتی کہ وہ ہجرت کریں۔ اہل مدینہ کے لوگوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کی طرف خطوط لکھے کہ ہجرت کر کے آ جاؤ۔ پس مسلمان مکہ سے نکلے تو مشرکین نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں واپس کر دیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ (العنکبوت) پس یہ ارشاد بھی اہل مدینہ نے اہل مکہ کو لکھ کر بھیجا۔ جب مکہ کے مسلمانوں کے پاس یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے ہجرت کرنے پر بیعت کی اور یہ کہا کہ اگر مشرکین ان کے آڑے آئیں گے تو ان سے جنگ کریں گے حتی کہ نجات پا جائیں یا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جائیں۔ پس وہ نکلے تو مشرکوں نے انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی، پس مسلمان ان سے لڑ پڑے بعض شہید ہو گئے اور بعض نجات پا گئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ..... الآیہ۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ان صحابہ کرام کے بارے نازل ہوئی جنہیں آزمائش میں ڈالا گیا تھا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل مکہ میں سے چند لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن وہ اپنے اسلام کو چھپائے رکھتے تھے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا۔ پس اہل مدینہ نے انہیں خط لکھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں راستہ بتا دیا ہے، تم مکہ کو چھوڑ آؤ۔ وہ ہجرت کے ارادہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 216 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 219 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 218

نکلے تو مشرکین ان کے سامنے آ گئے مسلمانوں نے ان سے جنگ کی حتی کہ کچھ نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور کچھ شہید ہو گئے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ مسیلمہ کذاب کے کچھ جاسوسوں نے مسلمانوں کے دو آدمی گرفتار کر لیے اور انہیں مسیلمہ کے پاس لے آئے۔ اس نے ایک سے پوچھا: کیا تو محمد ﷺ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہے، اس مسلمان نے کہا ہاں۔ پھر مسیلمہ نے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، وہ مسیلمہ کے کان کے قریب ہوا اور کہا: میں ایسی بات سننے سے بہرا ہوں، مسیلمہ نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر اس نے دوسرے مسلمان سے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس نے کہا ہاں، پھر اس نے پوچھا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس مسلمان نے کہا ہاں۔ پس مسیلمہ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنی روداد سنائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا ساتھی اپنے ایمان پر ڈٹا رہا (یعنی اس نے عزیمت پر عمل کیا) اور تو نے رخصت پر عمل کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا عیاش بن ابی ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی جس کا تعلق بنی مخزوم سے تھا اور یہ ابوجہل کا ماں کی طرف سے بھائی تھا، ابوجہل اسے ایک کوڑا لگاتا تھا اور ایک کوڑا اس کی سواری کو لگاتا تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابواسحق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا عمار بن یاسر، عیاش بن ابی ربیعہ، ولید بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہم کے بارے نازل ہوئی۔ (1)

يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١١١﴾

''اس دن کو یاد کرو جب آئے گا ہر نفس کہ جھگڑا کر رہا ہوگا (صرف) اپنے متعلق اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کیا ہوگا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا''۔

امام ابن المبارک، ابن ابی شیبہ، احمد (نے الزہد میں) عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت عمر بن الخطاب کے پاس تھا، تو حضرت عمر نے فرمایا کعب! ہمیں خوف دلائیے! میں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی حکمت نہیں ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا: کیوں نہیں (وہ تو موجود ہے) لیکن تم ہمیں خوف دلاؤ۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! اگر تو قیامت کو ستر انبیاء کرام کے عمل کے ساتھ آئے گا تو پھر بھی اپنے عمل کو کم سمجھے گا۔ حضرت عمر نے فرمایا: اور زیادہ کچھ ارشاد فرمائیے۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! اگر جہنم کا دروازہ مشرق میں بیل کے نتھنے کے برابر کھلے اور انسان مغرب میں ہو تو اس کا دماغ ابل جائے حتی کہ اس کی گرمی کی وجہ سے اس کا دماغ بہہ پڑے۔ حضرت عمر نے کہا: کچھ مزید ارشاد فرمائیے۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین!

1 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 219

قیامت کے روز جہنم آواز نکالے گی، ہر مقرب فرشتہ، ہر نبی مرسل اپنے گھٹنوں کے بل گر جائے گا حتی کہ ابراہیم خلیل اللہ بھی گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اور عرض کریں گے: اے میرے رب! نفسی، نفسی۔ میں تجھ سے صرف اپنے نفس کی نجات کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت عمر نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا تم یہ چیز کتاب اللہ میں نہیں پاتے؟ حضرت عمر نے پوچھا: وہ کیسے؟ میں نے کہا اس آیت میں یہی چیز تو موجود ہے یَوْمَ تَاْتِیْ کُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا الخ۔(1)

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً یَّاْتِیْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

''اور بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال، وہ یہ کہ ایک بستی تھی جو امن (اور) چین سے (آباد) تھی، آتا تھا اس کے پاس اس کا رزق بکثرت ہر طرف سے، پس اس (کے باشندوں) نے ناشکری کی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، کی پس چکھایا انہیں اللہ تعالیٰ نے (یہ عذاب کہ پہنا دیا انہیں) بھوک اور خوف کا لباس ان کارستانیوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور آیا ان کے پاس رسول انہیں میں سے پس انہوں نے اسے جھٹلایا پھر پکڑ لیا انہیں عذاب نے اس حال میں کہ وہ ظلم وستم کیا کرتے تھے۔ پس کھاؤ اس سے جو رزق دیا تمہیں اللہ تعالیٰ نے جو حلال (اور) طیب ہے اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً سے مراد مکہ کی بستی ہے۔(2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس بستی سے مراد مکہ مکرمہ کی بستی ہے کیونکہ آگے ارشاد فرمایا لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَرْیَةً سے مراد مکہ ہے کیونکہ آگے ہے لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ۔ فرماتے ہیں مکہ والوں کو اللہ تعالیٰ نے بھوک، خوف اور شدید جنگ سے دوچار کیا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ الخ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک، خوف اور قتل میں گرفتار کیا لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فرمایا: اللہ کی قسم! وہ

1۔ کتاب الزہد، باب زہد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، صفحہ 151، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 220 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 220-22

آپ ﷺ کے نسب اور آپ ﷺ کے امر کو جانتے تھے (لیکن اس کے باوجود انکار کی روش پر چلتے رہے)۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سلیم بن عمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں حضرت حفصہ زوج النبی ﷺ سے ملا جب کہ آپ مکہ سے مدینہ کی طرف جا رہی تھیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ پس وہ واپس لوٹ آئیں اور فرمایا: مجھے واپس لے چلو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس شہر (مدینہ طیبہ) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً۔(2)

ابن ابی حاتم نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ وہ بستی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے وہ یثرب ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

''اس نے تم پر حرام کیا ہے صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر بلند کیا گیا ہو غیر اللہ کا نام ذبح کے وقت پس جو مجبور ہو جائے (ان کے کھانے پر بشرطیکہ) وہ لذت کا جویانہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو (تو کوئی حرج نہیں) بے شک اللہ غفور رحیم ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اسلام پاکیزہ دین ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے ہر غلاظت سے پاک کیا ہے۔ اے ابن آدم! اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مجبوری کی حالت میں ان چیزوں کے استعمال کی گنجائش رکھی ہے۔(3)

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ ۭ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

''اور نہ بولو جھوٹ جن کے بارے میں تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں (یہ کہتے ہوئے) کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس طرح تم افتراء باندھو گے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان تراشتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ (وہ) تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں (انجام کار) ان کے لیے دردناک عذاب ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الخ میں بحیرہ اور سائبہ جانور مراد ہیں جن کو مشرکین اپنی خواہش سے حرام قرار دیتے تھے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 222
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 221
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 223
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 224

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے یہ آیت سورۃ النحل میں پڑھی تو میں آج تک فتویٰ دینے سے ڈرتا رہا ہوں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہوسکتا ہے کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم دیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور اللہ تعالیٰ فرمارہا ہو تو نے جھوٹ بولا کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں چیز کو حرام کیا فلاں کو حرام کیا اور اللہ تعالیٰ اسے فرمارہا ہو تو نے جھوٹ بولا۔

وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

''اور یہودیوں پر ہم نے حرام کردیں وہ چیزیں جن کا ذکر ہم آپ سے پہلے کر چکے ہیں اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر بے شک آپ کا رب ان کے لیے جنہوں نے غلطی کی (لیکن) نادانی سے پھر انہوں نے توبہ کرلی اس کے بعد اور اپنے آپ کو سنوار لیا بے شک آپ کا پروردگار اس کے بعد (ان کے گناہوں کو) بہت بخشنے والا (اور ان پر) نہایت رحم کرنے والا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا الخ یعنی ہم (سورۃ انعام میں) ان کا ذکر آپ سے کر چکے ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا الخ کے تحت فرمایا ہے کہ ان چیزوں کا ذکر سورۃ انعام میں اس آیت میں ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۫ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ (الانعام)۔(2)

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۬ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهِ ۬ اِجْتَبٰىهُ وَ هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَ اٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۬ وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 225 2۔ ایضاً

''بلاشبہ ابراہیم ایک مرد کامل تھے، اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے، یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھے اور وہ (بالکل) مشرکوں سے نہ تھے۔ وہ (ہر لمحہ) شکرگزار تھے اللہ تعالیٰ کی (پیہم) نعمتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں چن لیا اور انہیں ہدایت فرمائی سیدھے راستہ کی طرف اور ہم نے مرحمت فرمائی انہیں دنیا میں بھی (ہر طرح کی) بھلائی اور وہ آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔ پھر ہم نے وحی فرمائی (اے حبیب!) آپ کی طرف کہ پیروی کرو ملت ابراہیم کی جو یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا''۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: اُمَّۃً کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا القانت کا کیا معنی ہے؟ فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اتباع کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم دین اسلام پر کاربند تھے اور آپ کے زمانہ میں آپ کے علاوہ کوئی بھی اسلام پر نہیں تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَانَ اُمَّةً قَانِتًا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم خیر کے امام و رہنما تھے قَانِتًا اور اطاعت شعار تھے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً کے تحت روایت کیا ہے کہ صرف حضرت ابراہیم مومن تھے، باقی تمام لوگ کافر تھے۔

امام ابن جریر نے شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے کہ ہر دور میں زمین پر چودہ ایسے افراد باقی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زمین والوں کا دفاع فرماتا ہے، زمین کی برکات نکالتا ہے لیکن حضرت ابراہیم کے زمانہ میں صرف آپ ہی مسلمان تھے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے لیے ایک امت گواہی دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے اور امت میں ایک شخص اور اس سے زائد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی امت فرمایا ہے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً فرماتے ہیں: آپ امام ہدیٰ تھے۔ آپ کی اقتداء کی جاتی ہے اور آپ کی سنن کی پیروی کی جاتی ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ حَسَنَةً سے مراد لسان صدق (سچائی کی زبان) ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: ہر دین کا پیروکار حضرت ابراہیم کو پسند کرتا ہے اور اظہار محبت کرتا ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 227 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 228 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے اپنی اپنی المصنف میں، ابن المنذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمرو سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم نے ظہر اور عصر کی نماز عرفات میں پڑھی اور ٹھہر گئے حتی کہ جب سورج غروب ہو گیا تو چل پڑے پھر مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں پڑھیں، پھر فجر کی نماز مزدلفہ میں اسی طرح جلدی پڑھی۔ جس طرح کوئی مسلمان پڑھتا ہے پھر آپ ٹھہرے رہے حتی کہ آپ اتنی دیر ٹھہرے رہے جتنی دیر میں ایک مسلمان آرام سے نماز پڑھتا ہے۔ پھر آپ چل پڑے منیٰ میں جا کر جمرہ پر رمی جمار کیا پھر جانور ذبح کیا پھر حلق کرایا۔ پھر بیت اللہ شریف کی طرف گئے اور طواف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو فرمایا: ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا۔

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

''صرف ان لوگوں پر سنیچر کی پابندی تھی جنہوں نے اختلاف کیا تھا اس میں اور بلاشبہ آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان روز قیامت ان امور کے متعلق جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جس دن میں انہوں نے اختلاف کیا تھا وہ جمعہ کا دن تھا۔ پس انہوں نے اس کی جگہ ہفتہ کو عبادت کا دن بنایا تھا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے کہ یہود پر اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کو عبادت فرض کی تھی لیکن انہوں نے اس کا انکار کیا۔ اے موسیٰ! ہفتہ کے دن اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی اس لیے ہمارے لیے ہفتہ کا دن مقرر فرمائیں۔ جب ان پر ہفتہ کا دن مقرر کیا گیا تو انہوں نے اس دن میں اس چیزوں کو حلال کیا جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی تھیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابو مالک اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے: یہود نے ہفتہ کے دن کاروبار کو حلال کر کے اختلاف کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہفتہ کے دن لکڑیاں اٹھائے ہوئے تھا۔ حضرت موسیٰ نے اس کی گردن اڑا دی۔ (2)

امام شافعی نے الام میں، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور آخرت میں سب سے سبقت لے جانے والے ہیں مگر انہیں کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد عطا کی گئی پھر وہ دن جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض فرمایا جمعہ کا دن تھا۔ انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس دن کی ہدایت عطا فرمائی، پس لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں۔ یہود دوسرے دن اور عیسائی تیسرے دن عبادت کرتے ہیں۔ (3)

امام احمد اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، روایت ہذا، جلد 14، صفحہ 229 2۔ ایضاً

3۔ صحیح مسلم، مع شرح نووی، کتاب الجمعۃ، جلد 6، صفحہ 125 (19)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہم سے پہلے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن سے گمراہ کر دیا۔ پس یہود کے لیے ہفتہ کا دن ہے اور نصاریٰ کے لیے اتوار کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے دن کی ہدایت دی اس طرح وہ لوگ قیامت کے دن ہمارے تابع ہوں گے، ہم اہل دنیا میں سے آخر میں ہیں اور قیامت کے دن ہم ہی پہلے ہوں گے جن کا تمام مخلوق سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا۔ (1)

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۱۲۵﴾

''(اے محبوب!) بلایئے (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت سے اور عمدہ نصیحت سے اور ان سے بحث (ومناظرہ) اس انداز سے کیجئے جو بڑا پسندیدہ (اور شائستہ) ہو۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے اسے جو بھٹک گیا اس کے راستہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابولیلیٰ الاشعری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ائمہ کی اطاعت کو مضبوطی سے پکڑو اور ان کی مخالفت نہ کرو کیونکہ امام (وقت) کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں اس کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤں۔ پس جو میری مخالفت کرے گا وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہوگا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ اس سے بری ہے اور جو تمہارے کسی امر کا والی بنا پھر اس نے اس کے خلاف عمل کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ کو وہ جو اذیت دیتے ہیں اسے اعراض فرمایئے۔ (2)

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَ لَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

''اور اگر تم (انہیں) سزا دینا چاہو تو انہیں سزا دو لیکن اس قدر جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم (ان کی ستم رانیوں پر) صبر کرو تو یہ صبر ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے اور آپ صبر فرمایئے اور نہیں ہے آپ کا صبر مگر اللہ کی توفیق سے اور رنجیدہ نہ ہوا کریں ان (کی ہٹ دھرمی) پر اور نہ غمزدہ ہوا کریں ان کی فریب کاریوں سے۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الجمعۃ، جلد 6، صفحہ 126، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 230

یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو (اس سے) ڈرتے ہیں اور جو نیک کاموں میں سرگرم رہتے ہیں"۔

امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، عبداللہ بن احمد (نے زوائد المسند میں)، نسائی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنگ احد میں انصار کے پچھتر افراد شہید ہوئے اور مہاجرین کے چھ افراد شہید ہوئے۔ ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے ان شہیدوں کا کفار نے مثلہ (ناک، کان کاٹ دینا) کر دیا تھا۔ انصار نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر ہمیں غلبہ دیا تو ہم ان سے بڑھ کر مثلہ کریں گے۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ الخ کی آیت نازل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم صبر کریں گے، سزا نہیں دیں گے۔ فرمایا: چار آدمیوں کے علاوہ سب سے ہاتھ روک لو۔ (1)

امام ابن سعد، البزار، ابن المنذر، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد ان کے لاشے پر آ کر کھڑے ہوئے اور آپ نے ایسا منظر دیکھا کہ ایسا دل ہلا دینے والا منظر کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تجھ پر اللہ کی رحمت ہو! میں تیرے متعلق یہی جانتا ہوں کہ تو نیکیاں کرنے والا اور صلہ رحمی کرنے والا تھا۔ اگر تیرے بعد تجھ پر غم کیے جانے کا خیال نہ ہوتا تو مجھے یہ پسند تھا کہ میں تجھے ایسے ہی چھوڑ جاؤں تا کہ قیامت کے روز مختلف ارواح سے تیرا حشر ہو۔ قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کفار پر غلبہ دیا تو میں تیرے بدلہ میں ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا، نبی کریم ﷺ ابھی وہاں ہی کھڑے تھے کہ جبریل امین سورۂ نحل کی یہ آخری آیات لے آئے۔ یہ ارشادات سن کر آپ ﷺ نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور اپنے ارادہ کو پورا کرنے سے رک گئے اور صبر کا مظاہرہ کیا۔ (2)

امام ابن المنذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کی شہادت اور ان کے مثلہ کیے جانے کے دن فرمایا: اگر مجھے قریش پر غلبہ ہوا تو میں ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِنْ عَاقَبْتُمْ ..... الآیہ یہ ارشاد الٰہی سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے میرے پروردگار! ہم صبر کریں گے۔ پس آپ ﷺ نے صبر کیا اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔ (3)

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن جریر نے الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس دن جنگ احد ہوئی تھی، اور مشرکین واپس چلے گئے تھے تو مسلمانوں نے اپنے شہداء بھائیوں کو دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا گیا ہے، ان کے کان، ناک کاٹے گئے ہیں اور ان کے پیٹ چاک کیے گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا تو ہم بھی ان سے ایسا ایسا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِنْ عَاقَبْتُمْ الخ تو نبی کریم ﷺ نے کہا: ہم صبر کریں گے۔ (4)

امام ابن اسحٰق اور ابن جریر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ نحل کی آخری تین

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، سورۂ نحل، جلد 2، صفحہ 361 (3368)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 231

آیات کے علاوہ تمام کی تمام مکہ میں نازل ہوئی۔ آخری تین آیات جنگ احد کے دن نازل ہوئیں جہاں حضرت امیر حمزہ شہید ہوئے تھے اور ان کا مثلہ کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ہم ان پر غالب آ گئے تو ہم ان کے تیس آدمیوں کا مثلہ کریں گے۔ جب مسلمانوں نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم ان پر غالب آ گئے تو ہم ان کا ایسا مثلہ کریں گے جو عربوں میں سے کسی نے کسی کا نہیں کیا ہوگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِنْ عَاقَبْتُمْ الخ۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ الایہ۔ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اس وقت کا حکم ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو حکم دیا تھا کہ جو جنگ کرے اس سے جنگ کرو۔ پھر سورۂ برأت نازل ہوئی اور شہر حرام کے گزرنے کا حکم نازل ہوا (تو جہاد کرنے کا حکم دیا گیا)۔ پس یہ آیت منسوخ ہوگئی۔(2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے مسلمانوں کو مشرکین سے درگزر کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر جب شان وشوکت اور رعب ودبدبہ کے حامل افراد اسلام لے آئے تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اجازت فرماتا تو ہم ان کتوں سے بدلہ لیتے، پس یہ آیت نازل ہوئی، پھر جہاد کی آیت کے ساتھ منسوخ ہوگئی۔(3)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچتے رہتے ہیں اور اپنے فرائض کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہتے ہیں۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ہرم بن حیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان پر موت کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے کہا وصیت فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا: میں تمہیں سورۂ النحل کی آخری تین آیات اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ کی وصیت کرتا ہوں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت وَاِنْ عَاقَبْتُمْ الخ کا مطلب یہ ہے کہ تم حد سے تجاوز نہ کرو۔(6)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ الخ تم سے اگر کوئی شخص کوئی چیز لے تو تم اس سے اس کی مثل لے لو۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 231
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 232
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 235
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 233
7۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM